بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر: غلام نبی ۞ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان ۞

نمبر ۱۳ | مورخہ ۱۵ر اگست ۱۹۲۱ء | دو شنبہ | مطابق ۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۹ء | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

دارالامان میں عید انشاء اللہ ۱۵۔ اگست بروز پیر ہوگی ۱۲ر۔ اگست خطبہ جمعہ میں مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید فرمائی

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پہرادی کی جو ایک عرصہ سے ہجرت کرکے دارالامان میں آبسے ہیں۔ اہلیہ صاحبہ جو کچھ عرصہ سے بیمار تھی ۱۲ر بروز جمعہ فوت ہوگئی انا للہ۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعا مغفرت کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاع

۵ر تاریخ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور سرینگر سے اسلام آباد اور ناسنور کی طرف روانہ ہوگئے ہیں ان دونوں مقامات میں احمدیوں کی خاصی تعداد ہے۔ امید ہے حضور انہی میں نماز عید ادا فرمائینگے۔

نظم

افکار گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری)

کہاں چھپا ہے تو اے ابر نوبہار برس
برس برس کہ زمانہ ہے بیقرار برس

خدا کے واسطے اے چشم انتظار برس
کہ ہر گھڑی نظر آتی ہے اب ہزار برس

خدا کرے کہ بڑے عمر نوح ساقی کو
یہ پاکباز سلامت رہے ہزار برس

تپ فراق نے رگ رگ میں بھر دئے شعلے
اُمنڈ اُمنڈ کے اب آ ابر غمگسار برس

یہ بخل ابر کرم اور میکدہ کے لئے
یہ ارض پاک ہے اسپر تو بار بار برس

برس برس کہ نہ ہو عید میکدہ پھیکی
برس کا دن ہے پریشاں ہیں بادہ خوار برس

لگی ہیں آنکھوں سے گوہر کی آنسوؤں کی جھڑی
مقابلہ ہے تو اے ابر نوبہار برس

مغربی افریقہ میں احمدیت
اور
ٹائمز آف نائیجیریا

خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت کو مغربی افریقہ میں جو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور کئی ہزار لوگ داخل سلسلہ ہو گئے ہیں۔ اسے عوام کی نظروں سے چھپانے اور مشتبہ کرنے کے لئے ہمارے بدباطن مخالفین نے طرح طرح کے حیلے تراشے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہی گئی۔ کہ قادیان میں غیر احمدیوں کا جو جلسہ ہوا تھا۔ اس کے اثر کو مٹانے کے لئے یہ کہا گیا ہے۔ ورنہ دراصل نہ کوئی احمدی ہوا ہے اور نہ افریقہ سے کوئی خبر آئی ہے۔

غیر احمدیوں کے جلسہ کا اثر تو اسی سے ظاہر ہے کہ خاص ان ایام میں جبکہ ہمارے بدترین مخالف سارا سارا دن ہمارے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخ چلا رہے ہے۔ ۲۹ آدمیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جن کے نام مع مفصل پتوں کے ہم شائع کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں غیر احمدیوں نے جن لوگوں کے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ ان کے متعلق باوجود ہمارے چیلنج دینے اور چار سو روپیہ انعام رکھنے کے اس وقت تک وہ نام بھی نہیں بتا سکے لیکن باوجود اس کے افریقہ میں احمدیت کی کامیابی کے متعلق عوام کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگرچہ افریقہ کے متعلق نہایت مفصل حالات اور واقعات شائع ہو چکے۔ لیکن وہ بھی چونکہ ہمارے مبلغ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضد اور تعصب کی وجہ سے انکو بھی قابل اعتبار نہیں قرار دیا جاتا۔ آج ہم افریقہ کے ایک انگریزی اخبار کے اس مضمون کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے مبلغ افریقہ اور اس کے کام کے متعلق شائع ہوا ہے۔ کیا اسکو پڑھنے کے بعد بھی ہمارے مخالف یہی کہتے جائینگے۔ کہ افریقہ میں کوئی احمدی نہیں ہوا۔ وہ لوگ جن کی فطرتیں احمدیت کی مخالفت کرتے کرتے مسخ ہو چکی ہیں۔ ان سے تو اب ہمیں توقع نہیں کہ بیہودہ سرائی سے باز آئیں۔ لیکن حق پسند اصحاب حقیقت سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

ٹائمز آف نائیجیریا ۱۳؍ جون ۱۹۲۱ء کو لکھتا ہے:۔

"پروفیسر عبد الرحیم ہندوستانی مسلمان مبلغ کا جسم اگرچہ چھوٹا سا ہے۔ لیکن ان کی بڑی عقل ایک قابل انسان کی سی ہے۔ ان کا "نیر" نام تمام ملک میں خانگی لفظ ہو گیا ہے۔ اور سڑکوں پر ان کی شکل شہرت پا گئی ہے۔ میں نے ان کو کل ان کی رکشا میں چمکیلی سبز پگڑی باندھے ہوئے دیکھا۔

ان کا مشن مسلمانوں کی اصلاح کرنا اور اسلام کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت [illegible] کرنا ہے [illegible] پر لندن سے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے یہاں بھیجے گئے ہیں۔ اور اپنے آنے کے وقت سے اس وقت تک لیکچر دینے میں بہت مصروف ہیں۔ اور اپنے اس دو ہفتہ کے قیام میں دس ہزار لوگوں کو اپنے روحانی جھنڈے کے نیچے لے آئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور کسی شخص یا کئی اشخاص کی تمام عطوف کو جو لیکچر وغیرہ کے لئے دی جائیں۔ بڑی خوشی سے منظور کرتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ خدا انہیں برکت دے۔ اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے درمیان ان کا ٹھہرنا ہمارے ملک کی مسلمان دنیا کی اصلاح کے پوچھنے کا نشان ہوگا۔"

ایک احمدی پرنس
مبارک باد

عید الاضحی کی تقریب پر ناظرین کرام کی مسرت اور شادمانی میں یقیناً یہ خوشخبری بہت زیادہ اضافہ کرنے کا باعث ہوگی کہ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ مغربی افریقہ نے ایک شہزادہ کے داخل احمدیت ہونے کی خبر بذریعہ تار دی ہے۔ الحمد للہ ذالک

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر کشمیر میں دو نشان

یوں تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں حضور کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں۔ اور انشاء اللہ کسی وقت حوالۂ قلم کرونگا مگر ذیل میں دو تازہ نشان درج کرتا ہوں:۔

(۱) حضور سری نگر سے اسلام آباد ۴۔ اگست کو روانہ ہوئے جس ڈونگے پر حضور سفر کر رہے تھے۔ وہ بہت مشکل سے ملا تھا۔ اور بہت چھوٹا تھا۔ اسباب کی وجہ سے آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش بہت کم تھی۔ اور کشتی بہت بھاری تھی اس روز صرف پانچ چھ میل سفر طے ہو سکا۔ رات کو ایسا مقام میسر آیا کہ جہاں قافلہ والوں کو بہت آرام ملا۔ ایک عمدہ مکان بالکل خالی مل گیا۔ جس کے دروازے ہم نے اپنے ہاتھ سے کھولے۔ (۲) اگلے روز صبح روانگی کے وقت بارش زور کی شروع ہوئی۔ روانگی سفر میں بڑی دقت محسوس ہو رہی تھی اور بعض ضروریات میسر نہ آئی تھیں۔ قریب تھا کہ حضور واپسی کا حکم دیتے۔ مگر حضور کے دل میں ادھر خیال آیا۔ ادھر ایک خالی کشتی ایک شخص لیکر موجود ہو گیا۔ فوراً کرایہ طے کیا اور احباب سوار ہو گئے۔

خاکسار حشمت اللہ۔

۸۔ اگست کا الفضل شائع نہ ہوگا

۱۵۔ اگست عید اضحی ہے۔ اس روز کا پرچہ سٹاف نے چھٹی کی تعطیل سے فائدہ نہ اٹھا کر کام کو ڈبل کر کے تیار کر دیا ہے۔ لیکن اس سے اگلا پرچہ نہیں چھپ سکتا اسلئے احباب کو اطلاع ہو کہ ۱۸۔ اگست کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔

مینیجر الفضل قادیان

ضرور جواب دیں!

خریداران الفضل میں کسی صاحب کو اخبار نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴ اگست نہ پہنچا ہو۔ تو ضرور اطلاع دیں

مینیجر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۵ اگست ۱۹۲۱ء

عیسائیوں سے مذہبی عقاید میں عدم تعاون کی ضرورت

(نمبر ۱)

آجکل جبکہ ہر چہار طرف "عدم تعاون" کا شور بلند ہے اور مسلمان بھی مسٹر گاندھی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سے عدم تعاون کرنے کے حامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بتائیں کہ در اصل جن باتوں کے متعلق انہیں عدم تعاون کرنا چاہیئے وہ کونسی ہیں۔ اور ان کی وجہ سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔

مسلمانوں کو اسلام سے بیگانہ اور علیحدہ قرار دینے والی باتوں میں سے ایک بہت بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق عیسائیوں کے غلط عقائد اور خیالات کی تقلید کرتے ہوئے اسلام کو بھلا دیا۔ اور اس بارے میں عیسائیوں سے تعاون کرکے اسلام کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ اب وہ یہ تو کہتے ہیں کہ دنیاوی امور میں ہمیں عیسائیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے ہماری سلطنتوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ہمیں ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ لیکن یہ بات ابھی تک ان کی سمجھ میں نہیں آئی کہ عیسائیوں کے عقائد کو اپنے دل میں جگہ دیکر اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا چکے ہیں۔ اور پہنچا رہے ہیں۔

اس مضمون میں ہم ان چند عقا[illegible] میں مسلمان عیسائیوں کے نہ صرف ہم [illegible] ان سے بڑھ کر آگے قدم رکھتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اب تک اپنے پاس بٹھا رکھا ہے۔ چونکہ یہ اتنی بڑی فضیلت صرف انہی کو حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے وہ تمام انسانوں سے جو پیدا ہو چکے یا آئندہ پیدا ہونگے۔ افضل ہیں۔

مسلمان اس بارے میں اس بات کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ قرآن کریم میں صاف اور صریح طور پر حضرت عیسےٰ کی وفات کا ذکر ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ متفق و متحد ہیں۔ حالانکہ اگر قرآن کریم میں وفات کا ذکر نہ بھی ہوتا تو بھی حضرت عیسیٰؑ کے وفات پا جانے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جب دوسرے رسولوں کی طرح کے وہ بھی ایک رسول ہی تھے۔ تو جس طرح ان سے پہلے اور بعد کے رسول فوت ہو گئے۔ اسی طرح وہ بھی یقیناً فوت ہو چکے۔ اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کا ارشاد الٰہی اس بات کی تائید اور تصدیق کے لئے کافی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے نہ صرف اپنی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر کیا بلکہ خود ان کا اپنا اقرار فلما توفیتنی کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دے دی نہ پیش فرما دیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔ اور حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر مان رہے ہیں۔

پھر اتنا بھی نہ سوچا کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ ماننے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی کس قدر ہتک اور توہین ہوتی ہے۔ اور عیسائیوں کے اس خیال کو کہ چونکہ آسمان پر زندہ جانے کی فضیلت صرف عیسیٰؑ کو ہی حاصل ہے۔ اس لئے وہ سب انبیاء سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ کتنی تقویت پہنچتی ہے۔

اسی بناء پر عیسائی مسلمانوں سے بجا طور پر دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب تم مانتے ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ کو خدا نے دشمنوں کی تکالیف سے بچانے کے لئے آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جب دشمنوں نے دکھ اور تکلیفیں دیں۔ تو انکو نہ صرف آسمان پر نہ اٹھایا۔ بلکہ زمین پر بھی تکالیف سے نہ بچایا تو بتاؤ۔ دونوں میں سے کون افضل ہوا اور کون زیادہ خدا کا پیارا اور محبوب ٹھہرا۔

اس کا جواب مسلمانوں کے پاس سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت کا اقرار کریں۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر جو فضیلت دی ہے اس کا انکار کر دیں۔ لیکن کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ باوجود عیسائیوں کی اس مجبور کن گرفت کے مسلمان حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ ماننے میں عیسائیوں کے ساتھ اتفاق کئے ہوئے ہیں۔ اور بڑے زور شور سے اس کی تشہیر کرتے ہیں۔

کیا یہ ایک ایسے امر میں عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کا تعاون نہیں ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بٹہ لگانیوالا ہے اور بالآخر اسلام کو جواب دیکر عیسائیت کی گود میں لیجانیوالا ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ عام طور پر لوگوں کے دلوں سے اسلام کی محبت نکل چکی ہے اسلام کی صحیح تعلیم سے ناواقف اور بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کو نہیں جانتے۔ ان کے سامنے عیسائی صاحبان حیات مسیح کے عقیدہ کو جب اس رنگ میں رکھتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ کھلم کھلا اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہو جاتے ہیں یا اسلام سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس وقت تک بے شمار مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور وہی لوگ جو ایک وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے۔ آپ پر درود بھیجتے تھے۔ آپکے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ وہی دوسرے وقت میں اسلام کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ اور رسول کریمؐ کی شان میں ناگفتنی باتیں کہنے لگ گئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے عقائد کے ساتھ اتفاق و اتحاد کرکے ان پر اسلام کی صداقت مشتبہ کر دی۔ ان کے دل سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت کا عقیدہ نکال دیا۔ اور اس کی بجائے حضرت مسیح سے خدا تعالیٰ کا ایسا معاملہ بتا کر جیسا کہ اس نے

ان سے بڑھکر خطرناک مواقع پر کبھی کسی نبی کے ساتھ نہیں کیا انہیں نبی کی بجائے ابن اللہ سمجھنے کے لئے مجبور کر دیا۔ عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کا یہی وہ خطرناک تعاون تھا جس کی طرف حضرت مرزا صاحب نے بڑے زور کے ساتھ توجہ دلائی اور فرمایا :-

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ فہمند
مگر مدفون یثرب را نداوند ایں فضیلت را

پھر فرمایا :-

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

کیا مسلمان اب جبکہ دنیاوی امور میں عدم تعاون کی طرف جھکے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح وہ دنیوی شان و شوکت حاصل کر سکیں گے۔ عیسائیوں سے مذہبی عقاید میں عدم تعاون کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے سے باز رہنے کی کوشش نہ کرینگے۔

کاش ! مسلمان دنیا پر دین کو مقدم رکھیں تا دنیا میں بھی عزت و توقیر حاصل کر سکیں اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی سُرخرو ہوں۔ ورنہ اگر وہ دین کو پس پشت ڈالکر چاہیں کہ دنیا میں کامیاب ہو سکیں تو ناممکن ہے ؂

مولوی ثناء اللہ کی کذب بیانی اور افترا پردازی

مولوی ثناء اللہ نے حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے متعلق جب یہ دروغ بیانی کی۔ کہ آپ گرد و نواح قادیان کے آنریری ڈپٹی بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو اسپر ہم نے اُسے چیلنج دیا کہ اس کا ثبوت دے۔ ورنہ شرمائے۔ لیکن ایسا شخص جس کا روزگار ہی جھوٹ پر ہو اُسے شرم و حیا سے کیا کام۔ چیلنج کے جواب میں ثناء اللہ لکھتا ہے :-

"ہم نے معتبر ذریعہ سے معلوم کیا تھا کہ میاں محمود خلیفہ قادیان کوشش کر رہا ہے کہ آنریری ڈپٹی بنایا جائے۔ اس خبر کو سرسری طور پر اہلحدیث میں درج کیا تھا۔ ایڈیٹر الفضل قادیان اس خبر کو جھوٹ کہتا ہے۔ ہمارے خیال میں ایڈیٹر مذکور کو اس کا علم نہیں ہو گا۔ مرزا صاحب آنجہانی کبھی خطاب کی تمنا میں ملک خطاب العزۃ کا الہام شایع کرتے رہے۔ اسی طرح ان کا صاحبزادہ بھی خفیہ کوشش میں لگا ہو گا۔ جس کا علم ہر ایک حاشیہ نشین کو نہیں ہو سکتا۔ اس کا فیصلہ آسان ہے کہ خلیفہ قادیان اپنا حلفیہ انکار شایع کر دے تو ہم بھی اس خبر کو غلط سمجھ لینگے۔ بس قصہ ختم۔ کسی اور آدمی کی ہاں یا نہ معتبر نہ ہوگی۔ کیونکہ ایسے راز و نیاز کی باتیں ہر ایک سے نہیں ہوا کرتیں۔ اس لئے اس کے متعلق اسی کا بیان ہونا چاہیئے جس کے متعلق لکھا گیا ہے۔" (اہلحدیث ۵ اگست)

مذکورہ بالا سطور میں جس قدر ڈھٹائی سے کام لیا گیا ہے ظاہر ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ کے پاس اس الزام کا جسے ہم بڑے زور کے ساتھ جھوٹ اور افترا کہہ رہے ہیں۔ کوئی ثبوت ہے۔ جیسا کہ وہ "معتبر ذریعہ" کا حوالہ دیتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ پیش کرے اور بیان کردہ جھوٹ کو سچ کر کے دکھلائے۔ لیکن اگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اس نے یونہی سُنی سنائی بات بیان کر دی ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو حلف اُٹھا کر اُسے جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت سب سے بڑے صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر دے چکے ہیں کہ کفٰی بالمرءِ کذبًا ان یحدث بکل ما سمع۔ ہر ایک سنی سنائی بات بیان کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے ؂

ہاں اگر وہ کوئی ثبوت بھی نہیں پیش کر سکتا۔ اور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔ تو اس کا اعلان کر دے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت کرے۔ کہ اس بارے میں اسے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے حلف کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ تو اس پر غور کیا جائیگا۔ ورنہ یاد رکھے اس معاملہ میں بھی اس کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو گا۔

اگر مولوی ثناء اللہ نے حلف کا مطالبہ تعامل اہلحدیث جو اس کیلئے ہے تو چاہیئے کہ اسے جائز ثابت کر کے اور بتائے کہ اس کا اسے کس طرح حق حاصل ہے ... صاف ظاہر ہے کہ یہ چال جو اس نے اپنی افترا پردازی اور کذب بیانی پر پردہ ڈالنے کے لئے چلی ہے۔ بالکل بے ڈھنگی ہے ؂

ہم ابھی سے کہہ دیتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ حلف کے مطالبہ کو قیامت تک بھی حق بجانب ثابت نہیں کر سکیگا۔ اور نہ اُسے جرأت ہے کہ اس بارے میں کچھ لکھ سکے ؂

سرکاری اشتہارات اور "الفضل"

سرکاری صیغہ جات کے اشتہارات چونکہ پبلک کی اطلاع کیلئے شائع کئے جاتے ہیں اسلئے ضروری ہے۔ کہ ان کی اشاعت کا ایسا انتظام ہو۔ کہ آبادی کے ہر طبقہ اور ہر حصہ تک پہنچ سکیں۔ ہماری جماعت کے لوگ عام طور پر چونکہ سلسلہ کے ہی اخبار خریدتے ہیں۔ اس لئے وہ انہی اُمور سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ جو ہمارے اخبار میں شایع ہوں۔ مگر اسوقت تک سرکاری صیغوں کے اشتہارات ہمارے اخبار کو بہم پہنچانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اب ہوم سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے افسران متعلقہ کے نام جو سرکلر بھیجی ہے۔ اس میں ان اخبارات کے نام دیئے ہیں۔ جنھیں سرکاری اشتہارات بھیجے جائینگے۔ اور ان میں "الفضل" کا نام بھی درج ہے۔

ہمارا اخبار نہ صرف اپنی جماعت میں جس کی پنجاب میں خاصی تعداد ہے۔ پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ مخالفین کا ایک بڑا حصہ بھی اسے پڑھتا ہے۔ اور اس طرح اشتہارات کی اشاعت کافی طور پر ہو سکتی ہے۔

جن صیغہ جات کے نام گورنمنٹ نے مذکورہ بالا چٹھی بھیجی ہے۔ انہیں کام کرنے والے اصحاب "الفضل" کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کرینگے۔ اس کی نسبت فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حالات سے خود بخود ظاہر ہو جائیگا۔ ہاں ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے جن اخبارات کے ... اشتہارات کیلئے مخصوص کئے ہیں انکو ... ان الفضل ... پہنچنا ضروری ہے کہ سرکاری دفاتر کو یہ بات ... وہ توجہ دینگے ؂

اسلام اور حریت و مساوات

(۱)

اخبار الفضل مطبوعہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۰ء اور ۲۴ر مارچ ۱۹۲۱ء میں مذکورہ بالا عنوان سے ایک مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کیطرف سے بجواب مضمون خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی اے مندرجہ وکیل امرتسر شائع ہوا تھا

وجہ اشاعت

یہ بحث یوں چھڑی کہ ایک گریجوایٹ نے مری سے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام چند سوالات بغرض جواب بھیجے۔ جنکا جواب ۱۱ر نومبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہوا ان سوالات میں سے ایک یہ بھی تھا۔ "کہ حریت اور مساوات اسلام کے اصولوں میں سے ہے یا نہیں" جس کے جواب میں حضور نے لکھا۔ کہ

"حریت و مساوات اسلام کے بنیادی اصول میں سے نہیں ہیں۔ خود یہ الفاظ ایسے مبہم ہیں کہ انکی بعض تعریفوں کے لحاظ سے اچھے اخلاق بھی نہیں کہلا سکتے۔ اسلئے حریت اور مساوات کی جب تک تعریف نہ کیجائے اسوقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام انہیں جائز بھی قرار دیتا ہے یا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپکے ذہن میں انکی کیا تعریف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی تعریف کے ماتحت ان دونوں امور (حریت و مساوات) کا خیال رکھنا ایک مسلم کیلئے ضروری ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دوسری تعریف کے مطابق صرف جائز ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایک تیسری تعریف کے مطابق ناجائز ہو"

اس جواب کے شائع ہونے پر اصل سائل صاحب تو نہ بولے مگر خواجہ صاحب یہ خیال کر کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اسلام میں حریت و مساوات کو بلکل ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جواب دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور بجائے اس کے کہ آپ اصل بات کا جواب دیتے جس کا سائل سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ اور اخبار وکیل میں "اسلام میں حریت و مساوات" کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل ۲۰۔ دسمبر ۱۹۲۰ء میں صرف اس غرض سے لکھا۔ کہ "حریت و مساوات کا مسئلہ آجکل لوگوں کے زیر نظر ہے"۔ اور خواجہ صاحب کو اصل بحث کیطرف توجہ دلائی۔ اور انکی غلطیوں پر متنبہ کیا۔ اسپر بھی وہ نہ سمجھے اور نہ اپنی اصلاح کی۔ بلکہ اس مضمون کے جواب میں نہایت [illegible] بیانی سے کام لیا۔ اور مختلف پیرایوں میں گالیاں دیکر اپنا غصہ نکالنا چاہا۔ اور جھوٹے الزامات لگا کر لوگوں کو آپکے خلاف بھڑکانیکی کوشش کی اور اصل بحث کو پھر بھی نہ چھوا۔ پھر اسکا جواب حضور نے اس غرض سے دیا جو الفضل ۲۰۔ مارچ میں یوں جتائی گئی ہے۔ کہ

"گو بعض دوستوں نے انکی اس تعلی اور خلط بحث کی عادت اور سخت کلامی کو دیکھکر مجھے مشورہ دیا ہے۔ کہ جبکہ وہ اصل مضمون کیطرف نہیں آتے۔ اور خواہ مخواہ من گھڑت باتوں کا جواب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تو مجھے ان کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری جماعت کے اور کسی دوست کو ان کے مضامین کے جواب دینے پر مقرر کر دیا جائے لیکن چونکہ ممکن ہے۔ کہ خواجہ صاحب جان بوجھکر اس راستہ پر نہیں چل رہے۔ بلکہ وہ اپنے نفس کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں اس لئے میں ایک دفعہ پھر انکو راستی کی دعوت دیتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ اب وہ اس بے اصولے پن سے رکنے کی کوشش کرینگے جسکو وہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر اب بھی انہوں نے بجائے اصل مطلب کیطرف آنیکے اسطرح بے سر و پا باتوں کیطرف توجہ کی۔ تو ان کا جواب دینے کے لئے اور بہت سے احباب موجود ہیں۔ جو اپنے اوقات میں سے کچھ ان کی خاطر بچا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے علم اور سمجھ میں ہر طرح بالا ہیں"

پس حضور نے خواجہ اختر صاحب کی اصلاح کے خیال سے الزامات کا جواب دیا۔ [illegible] سمجھایا۔ کہ

"اگر فی الواقع انکو احقاق حق کا شوق ہے۔ تو نفس مضمون کیطرف توجہ کریں۔ اور ایک دفعہ سائل کے سوالات اور میرے جوابات کو پھر غور سے پڑھیں۔ اور پھر اگر کوئی امر دریافت طلب انکو نظر آوے تو مجھ سے دریافت کریں"

چاہیئے تھا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرتے اور اصل بات کا ہی جواب دیتے لیکن انھوں نے اپنا پہلا رویہ نہ بدلا اور اخبار وکیل ۲۸۔ اپریل لغایت ۱۲ مئی تک لاطائل خامہ فرسائی کی۔ درشت کلامی سے باز نہ آئے پہلے کیطرح تعلیات کیں۔ اور الزام لگانے سے نہ رکے انکی درشت کلامی اور مہذب لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ رویہ کا جواب انہی الفاظ میں دیتا ہوں جنمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے دیا ہے۔

"خواجہ صاحب کی عبارتوں پر تعجب نہیں کرنا چاہئے جو شخص جس رنگ میں پرورش پاتا ہے۔ اسی قسم کی باتیں اسکی زبان و قلم پر جاری ہوتی ہیں"

بہرحال اب میں اصل مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہوں۔

بعض باتوں کے غلط منسوب کرنیکا الزام

خواجہ صاحب لکھتے ہیں "ہم نے یہ تو نہیں لکھا کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے" پھر لکھا ہے۔

"ہم نے اپنے مضمون مندرجہ عنوان میں لکھا تھا کہ بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ کوئی محقق اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کر سکتا کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ مگر میاں صاحب ممدوح اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں"

معلوم نہیں خواجہ صاحب اپنی لکھی ہوئی بات سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ اس انکار کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ باوجود جاننے کے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا انکو یاد نہیں رہتا اور بھول جاتے

اسلام اور حریت و مساوات

(۱)

اخبار الفضل مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء اور ۲۴ دسمبر ۱۹۲۰ء میں مذکورہ بالا عنوان سے ایک مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کیطرف سے بجواب مضمون خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی اے مندرجہ وکیل امرتسر شائع ہوا تھا

وجہ اشاعت

یہ بحث یوں چھڑی۔ کہ ایک گریجوایٹ نے مری سے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام چند سوالات بغرض جواب بھیجے۔ جنکا جواب ۱۱ رنومبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہوا ان سوالات میں سے ایک یہ بھی تھا۔ "کہ حریت اور مساوات اسلام کے اصولوں میں سے ہے یا نہیں" اس کے جواب میں حضور نے لکھا۔ کہ

"حریت و مساوات اسلام کے بنیادی اصول میں سے نہیں ہیں۔ خود یہ الفاظ ایسے مبہم ہیں کہ اپنی بعض تعریفوں کے لحاظ سے اچھے اخلاق بھی نہیں کہلا سکتے۔ اسلئے حریت اور مساوات کی جب تک تعریف نہ کیجائے اسوقت تک نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام انہیں جائز بھی قرار دیتا ہے یا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپکے ذہن میں انکی کیا تعریف ہے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ کسی تعریف کے ماتحت ان دونوں امور (حریت و مساوات) کا خیال رکھنا ایک مسلم کیلئے ضروری ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دوسری تعریف کے مطابق صرف جائز ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایک تیسری تعریف کے مطابق ناجائز ہو"

اس جواب کے شائع ہونے پر اصل سائل صاحب تو نہ بولے مگر خواجہ صاحب یہ خیال کرکے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسلام میں حریت و مساوات کو بالکل ممنوع قرار دیا ہے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور بجائے اسکے کہ آپ اصل بات کا جواب دیتے جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور وکیل میں "اسلام میں حریت و مساوات" کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل ۲۰۔ دسمبر ۱۹۲۰ء میں صرف اس غرض سے لکھا۔ کہ "حریت و مساوات کا مسئلہ آجکل لوگوں کے زیر نظر ہے"۔ اور خواجہ صاحب کو اصل بحث کیطرف توجہ دلائی۔ اور انکی غلطیوں پر تنبیہ کیا۔ اسپر بھی وہ نہ سمجھے اور نہ اپنی اصلاح کی۔ بلکہ اس مضمون کے جواب میں نہایت ژولیدہ بیانی سے کام لیا۔ اور مختلف پیرایوں میں گالیاں دیکر اپنا غصہ نکالنا چاہا۔ اور جھوٹے الزامات لگاکر لوگوں کو آپکے خلاف بھڑکانیکی کوشش کی اور اصل بحث کو پھر بھی نہ چھوا۔ پھر اسکا جواب حضور نے اس غرض سے دیا جو الفضل ۲۰۔ مارچ میں یوں بتائی گئی ہے۔ کہ

"گو بعض دوستوں نے انکی اس تعلی اور خلاف بحث کی عادت اور سخت کلامی کو دیکھکر مجھے مشورہ دیا ہے۔ کہ جبکہ وہ اصل مضمون کیطرف نہیں آتے۔ اور خواہ مخواہ من گھڑت باتوں کا جواب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تو مجھے ان کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری جماعت کے اور کسی دوست کو ان کے مضامین کے جواب دینے پر مقرر کردیا جائے لیکن چونکہ ممکن ہے۔ کہ خواجہ صاحب جان بوجھکر اس راستہ پر نہیں چل رہے۔ بلکہ وہ اپنے نفس کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں اس لئے میں ایک دفعہ پھر انکو راستی کی دعوت دیتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ اب وہ اس بے اصولے پن سے رکنے کی کوشش کرینگے جسکو وہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر اب بھی انہوں نے بجائے اصل مطلب کیطرف آنیکے اسطرح بے سروپا باتوں کیطرف توجہ کی۔ تو ان کا جواب دینے کے لئے اور بہت سے احباب موجود ہیں۔ جو اپنے اوقات میں سے کچھ ان کی خاطر بچا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے علم اور سمجھ میں ہر طرح بالا ہیں"

پس حضور نے خواجہ اختر صاحب کی اصلاح کے خیال سے الزامات کا جواب دیا۔ پھر نصیحت کی اور بار بار سمجھایا۔ کہ

"اگر فی الواقع انکو احقاق حق کا شوق ہے تو نفس مضمون کیطرف توجہ کریں۔ اور ایک دفعہ سائل کے سوالات اور میرے جوابات کو پھر غور سے پڑھیں۔ اور پھر اگر کوئی امر دریافت طلب انکو نظر آوے تو مجھ سے دریافت کریں"

چاہیئے تھا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرتے اور اصل بات کا ہی جواب دیتے لیکن انھوں نے اپنا پہلا رویہ نہ بدلا اور اخبار وکیل ۲۸۔ اپریل لغایت ۱۲ مئی تک لاطائل خامہ فرسائی کی۔ درشت کلامی سے باز نہ آئے پہلے کیطرح تعلیات کیں۔ اور الزام لگئے پس میں انکی درشت کلامی اور مہذب لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ رویہ کا جواب انہی الفاظ میں دیتا ہوں جنمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے دیا ہے۔

"خواجہ صاحب کی عبارتوں پر تعجب نہیں کرنا چاہئے جو شخص جس رنگ میں پرورش پاتا ہے۔ اسی قسم کی باتیں اسکی زبان و قلم پر جاری ہوتی ہیں"

بہرحال اب میں اصل مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہوں۔

بعض باتوں کے غلط منسوب کرنیکا الزام

خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ "ہم نے یہ تو نہیں لکھا کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے"

پھر لکھا ہے۔

"ہم نے اپنے مضمون مندرجہ عنوان میں لکھا تھا کہ بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ کوئی محقق اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کرسکتا کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ مگر میاں صاحب ممدوح اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں"

معلوم نہیں خواجہ صاحب اپنی لکھی ہوئی بات سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ اس انکار کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ باوجود جاننے کے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا انکو یاد نہیں رہتا اور بھول جاتے

اسلام اور حریت و مساوات

(۱)

اخبار الفضل مطبوعہ ۲۰ ردسمبر ۱۹۲۰ء اور ۲۴ ر
۱۹۲۱ء میں مذکورہ بالا عنوان سے ایک مضمون حضرت
المسیح الثانی کیطرف سے بجواب مضمون خواجہ عبادالله
صاحب اختر بی اے مندرجہ وکیل امرتسر شائع ہوا تھا

اشاعت

یہ بحث یوں چھڑی ۔ کہ ایک
گریجوایٹ نے مری سے حضرت
المسیح کے نام چند سوالات بغرض جواب بھیجے ۔
جواب ۱۱ر نومبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں شائع ہوا
سوالات میں سے ایک یہ بھی تھا "کہ حریت اور
مساوات اسلام کے اصولوں میں سے ہے یا نہیں"
کے جواب میں حضور نے لکھا ۔ کہ

"حریت و مساوات اسلام کے بنیادی اصول
میں سے نہیں ہیں ۔ خود یہ الفاظ ایسے مبہم ہیں
کہ اپنی بعض تعریفوں کے لحاظ سے اچھے اخلاق
بھی نہیں کہلا سکتے ۔ اسلئے حریت اور مساوات
کی جب تک تعریف نہ کیجائے اسوقت تک
نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام انہیں جائز بھی قرار
دیتا ہے یا نہیں ۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپکے ذہن
میں انکی کیا تعریف ہے ۔ ہوسکتا ہے ۔ کہ کسی
تعریف کے ماتحت ان دونوں امور (حریت و مساوات)
کا خیال رکھنا ایک مسلم کیلئے ضروری ہو ۔ اور
ہوسکتا ہے ۔ کہ ایک دوسری تعریف کے
مطابق صرف جائز ہو ۔ اور ہوسکتا ہے ۔ کہ ایک
دوسری تعریف کے مطابق ناجائز ہو"
اس جواب کے شائع ہونے پر اصل سائل صاحب تو نہ
مگر خواجہ صاحب یہ خیال کرکے کہ حضرت خلیفۃ المسیح
اسلام میں حریت و مساوات کو بلکلی ممنوع قرار دیکر
جواب دینے کے لئے کھڑے ہوگئے ۔ اور بجائے
کے کہ آپ اصل بات کا جواب دیتے جس کا
سے مطالبہ کیا گیا تھا ۔ ادہر ادہر کی باتیں کرنے
اور اخبار وکیل میں "اسلام میں حریت و مساوات"

کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع کیا ۔ جس کا جواب
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل ۲۰ ۔ دسمبر ۱۹۲۰ء
میں صرف اس غرض سے لکھا ۔ کہ "حریت و مساوات
کا مسئلہ آجکل لوگوں کے زیر نظر ہے" ۔ اور خواجہ صاحب
کو اصل بحث کیطرف توجہ دلائی ۔ اور انکی غلطیوں پر متنبہ
کیا ۔ اسپر بھی وہ نہ سمجھے اور نہ اپنی اصلاح کی ۔ بلکہ اس
مضمون کے جواب میں نہایت ژولیدہ بیانی سے
کام لیا ۔ اور مختلف پیرایوں میں گالیاں دیکر اپنا غصہ
نکالنا چاہا ۔ اور جھوٹے الزامات لگاکر لوگوں کو آپ کے
خلاف بھڑکانیکی کوشش کی اور اصل بحث کو پھر بھی نہ
چھوا ۔ پھر اسکا جواب حضور نے اس غرض سے دیا جو
الفضل ۲۰ ۔ مارچ میں یوں بتائی گئی ہے ۔ کہ

"گو بعض دوستوں نے انکی اس تعلی اور خلط بحث
کی عادت اور سخت کلامی کو دیکھکر مجھے مشورہ
دیا ہے ۔ کہ جبکہ وہ اصل مضمون کیطرف نہیں
آتے ۔ اور خواہ مخواہ من گھڑت باتوں کا
جواب دینے میں مشغول ہوجاتے ہیں ۔ تو
مجھے ان کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ۔
ہماری جماعت کے اور کسی دوست کو ان کے
مضامین کے جواب دینے پر مقرر کردیا جائے
لیکن چونکہ ممکن ہے ۔ کہ خواجہ صاحب جان
بوجھکر اس راستہ پر نہیں چل رہے ۔ بلکہ وہ
اپنے نفس کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں
اس لئے میں ایک دفعہ پھر انکو راستی کی دعوت
دیتا ہوں ۔ اور امید ہے ۔ کہ اب وہ اس بے
اصولے پن سے رکنے کی کوشش کرینگے جسکو
وہ اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ اگر اب بھی انہوں
نے بجائے اصل مطلب کیطرف آنیکے اسطرح
بے سروپا باتوں کیطرف توجہ کی ۔ تو ان کا جواب
دینے کے لئے اور بہت سے احباب موجود
ہیں ۔ جو اپنے اوقات میں سے کچھ ان کی
خاطر بچا سکتے ہیں ۔ اور الله تعالی کے فضل سے
ان سے علم اور سمجھ میں ہر طرح بالا ہیں"
پس حضور نے خواجہ اختر صاحب کی اصلاح کے

خیال سے الزامات کا جواب دیا ۔ پھر نصیحت کی اور بار بار
سمجھایا ۔ کہ

"اگر فی الواقع انکو احقاق حق کا شوق ہے تو
نفس مضمون کیطرف توجہ کریں ۔ اور ایکدفعہ
سائل کے سوالات اور میرے جوابات کو پھر
غور سے پڑھیں ۔ اور پھر اگر کوئی امر دریافت
طلب انکو نظر آوے تو مجھ سے دریافت کریں"
چاہیئے تھا ۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرتے اور اصل بات
کا ہی جواب دیتے لیکن انہوں نے اپنا پہلا رویہ نہ بدلا
اور اخبار وکیل ۲۸ ۔ اپریل لغایت ۱۲ مئی تک لاطائل
خامہ فرسائی کی ۔ درشت کلامی سے باز نہ آئے پہلے
کیطرح تعلیات کیں ۔ اور الزام لگانیسے نہ رکے
انکی درشت کلامی اور مہذب لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ
رویہ کا جواب انہی الفاظ میں دیتا ہوں جنمیں حضرت
خلیفۃ المسیح ثانی نے دیا ہے ۔
"خواجہ صاحب کی عبارتوں پر تعجب نہیں کرنا چاہئے
جو شخص جس رنگ میں پرورش پاتا ہے ۔ اسی
قسم کی باتیں اسکی زبان و قلم پر جاری ہوتی ہیں"
بہر حال اب میں اصل مضمون کیطرف متوجہ
ہوتا ہوں ۔

بعض باتوں کے غلط منسوب کرنیکا الزام

خواجہ صاحب لکھتے ہیں ۔
"ہم نے یہ تو نہیں لکھا کہ رسول کریم کے تمام
اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے"
پھر لکھا ہے ۔
"ہم نے اپنے مضمون مندرجہ عنوان میں لکھا
تھا کہ بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث
کا درجہ ہے ۔ کوئی محقق اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ
کرسکتا کہ ہم احادیث کے منکر ہیں ۔ مگر میاں صاحب
ممدوح اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں"
معلوم نہیں خواجہ صاحب اپنی لکھی ہوئی بات
سے کیوں انکار کر رہے ہیں ۔ اس انکار کی دو ہی صورتیں
ہیں ۔ یا تو وہ باوجود جاننے کے اسے پوشیدہ رکھنیکی
کوشش کرتے ہیں ۔ یا انکو یاد نہیں رہتا اور بھول جاتے

ہیں۔ کہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت ہو۔ ایک گریجوایٹ کے مناسب حال نہیں ہے۔ اسکی انکو اصلاح کرنی چاہیے۔

دیکھئے۔ آپ اخبار وکیل مورخہ ۱۰ جنوری صفحہ ۱ کالم ۳ میں تحریر فرما چکے ہیں۔

"بے شبہ قرآن کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ لیکن محققین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ احادیث اگر موضوع نہیں ہیں۔ تو رسول کریم اور صحابہ کے اقوال یا آنحضرت اور صحابہ کے اعمال کا تذکرہ ہے اور خاص خاص حالات و واقعات و خصوصیات وقت کے مناسب ہیں۔"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اول تو احادیث موضوع ہیں۔ اور اگر موضوع نہ بھی ہوں۔ تو بھی خاص خاص حالات و واقعات خصوصیات وقت کے مناسب ہیں۔ اس جگہ آپنے کونسی احادیث کا استثناء کیا ہے۔ کہ وہ خاص حالات کے ماتحت نہیں۔ پھر کس جرأت اور جسارت سے لکھ دیا۔

"کہ ہم نے یہ تو نہیں لکھا۔ کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے۔"

پھر لکھنے کو تو لکھ دیا۔ کہ "بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے" حالانکہ آپکی عبارات اس بات کی بھی متحمل نہیں ہیں۔ کہ آپ احادیث کو کوئی درجہ دیں جیسے کہ آپ وکیل ۱۰ جنوری صفحہ ۱ کالم ۲، ۳ میں لکھتے ہیں۔

"(۱) یہ لوگ قول فیصل یعنی قرآن کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے (۲) تحقیق تو یہی ہے کہ قرآن شریف "قول فیصل" ہے۔ جسمیں ہر ایک شے کی تفصیل ہے اسکی موجودگی میں افغیر اللہ ابتغی حکما۔ الخ کتاب اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنیوالے کی تلاش جرم ہے۔"

ان عبارات سے تو یہ گنجائش نکل سکتی تھی۔ کہ رسول تو غیر اللہ نہیں ہوتا۔ اور اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہوتی ہے جیسے آیت ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا تعالیٰ نے حکم قرآن دیا ہے۔ جیسے حتی یحکموک فیما شجر بینھم اور فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول سے ظاہر ہے۔ لیکن آپ نے آگے چلکر اس بات کا بھی فیصلہ کر دیا۔ کہ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے خواہ وہ رسول ہی کی کیوں نہ ہو۔ جیسے کالم ۳ میں لکھا ہے۔

"کتاب اللہ کے فیصلہ کے سوا کسی شخص کا فیصلہ خواہ اسکا دعوے رسالت اور نبوت ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ایسی شخصیت ارباباً من دون اللہ کی ذیل میں آتی ہے۔ انکی اطاعت انکی پرستش ہے۔"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ آپکے نزدیک حدیث (جو کہ آنحضرت صلعم کے قول و فعل و تقریر کا نام ہے) کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کے علاوہ کسی کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اور آپکی عبارات سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے۔ کہ رسول کا قرآن مجید کے علاوہ کوئی حکم نہ مانا جائے۔ اور نہ کسی صحابی کا قول اور نہ کسی تابعی کا اور نہ کسی بادشاہ کی اطاعت کیجائے۔ اور ایسی تعلیم صریح طور پر بغاوت کی حامی ہے۔ اور بغاوت پھیلانیکا موجب ہے۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤنگا۔ جب آپ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات اور کسی کا فیصلہ اور حکم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور حدیث وغیرہ کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔ تو پھر یہ قول "احادیث کا بے شبہ قرآن مجید کے بعد کا درجہ ہے۔" کیونکر صحیح ہو سکتا ہے آپکا ایک قول دوسرے قول کی تردید کر رہا ہے۔ اور آپکی عبارات اس بات کو صاف طور پر واضح کر رہی ہیں۔ کہ آپ احادیث کے منکر ہیں۔ اور انکو موضوع نہیں تو وقتی حالات کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ پھر باوجود اسکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ ہماری نسبت یہ لکھدیا۔ کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ اور رسول کریم کے تمام اقوال کو وقتی حالات کے ماتحت سمجھتے ہیں۔

جلال الدین (مولوی فاضل)

مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث اپنے اخبار میں لکھتے ہیں میاں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ) نے ڈپٹی بننے کے لئے کوشش کی۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ میں حیران ہوں کہ کاصنع ما شئت کے مورد لوگ کیوں سوچ سمجھکر بات منہ سے نہیں نکالتے۔ کیا یہ سیدھی سادی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مقدس اور رفیع المرتبت انسان جس کی چوکھٹ پر بیسیوں ڈپٹی جبہ سائی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ وہ خود ڈپٹی بننے کے لئے سعی نافرجام کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک آنریری مجسٹریٹی کوئی بڑی چیز ہے۔ اسلئے وہ الزام ناروا لگاتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچ سکے۔ کہ میں کہتا کیا ہوں۔ اور کس کی نسبت میرا یہ قول ہے۔ مولوی فاضل ہو کر ان گنواروں سے بھی گئے گذرے۔ جس نے کسی افسر مال سے کہدیا تھا۔ کہ خدا آپ کو پٹواری بنا دے۔ یا انسپکٹر پولیس کو دعا دی تھی کہ آپ تھانہ دار ہو جائیں۔

بھلے آدمی! تم اس آنے والے مسیح کی رفیع القدری کا تصور کرو۔ جو تمہارے نقطہ خیال سے آخری زمانے میں آنے والا ہے۔ پھر اسکی قائمقامی کی شان دیکھو اور بتاؤ کہ آنریری مجسٹریٹی اسکے مقابل میں کیا چیز ہے جس کے لئے کوئی کوشش کریگا۔ اور کریگا بھی کیوں آنریری مجسٹریٹی میں رکھا ہی کیا ہے۔ مجسٹریٹ کے پاس لوگ مقدمات اپنی خوشی سے نہیں لاتے۔ پھر اسکی حقیقی عزت بہت کم دلوں میں ہوتی ہے۔ سامنے سلام کرتے ہیں۔ پیٹھ پیچھے گالی دیتے ہیں۔ لیکن جو مرتبہ میرے آقا کو حاصل ہے اسکی تو یہ شان ہے۔ کہ لوگ منت و سماجت سے اپنے مقدمات تصفیہ کیلئے پیش کرتے ہیں۔ اور غیبوبت میں درود بھیجتے اور محبت کا دم بھرتے ہیں۔ پھر آپکی مزعومہ ڈپٹیٹ قادیان اور اسکے گرد و نواح کے محدود علاقے کے متعلق

ہوگا - کہ میں نے کیا لکھا ہوا ہے۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت ہو۔ ایک گریجوایٹ کے مناسب حال نہیں ہے۔ اسکی اصلاح کرنی چاہیئے۔

دیکھئے۔ آپ اخبار وکیل مورخہ ۱۰ جنوری صفحہ ۸ کالم ۱ میں تحریر فرما چکے ہیں۔

"بے شبہ قرآن کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ لیکن محققین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ احادیث اگر موضوع نہیں ہیں۔ تو رسول کریم اور صحابہ کے اقوال یا آنحضرت اور صحابہ کے اعمال کا تذکرہ ہے اور خاص خاص حالات و واقعات و خصوصیات وقت کے مناسب ہیں"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اول تو احادیث موضوع ہیں۔ اور اگر موضوع نہ بھی ہوں۔ تو بھی خاص خاص حالات و واقعات خصوصیات وقت کے مناسب ہیں۔ اس جگہ آپ نے کونسی احادیث کا استثناء کیا ہے۔ کہ وہ خاص حالات کے ماتحت نہیں۔ پھر کس جرأت اور جسارت سے لکھ دیا۔

"کہ ہم نے یہ تو نہیں لکھا۔ کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے"

پھر لکھنے کو تو لکھ دیا۔ کہ "بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے" حالانکہ آپکی عبارات اس بات کی بھی متحمل نہیں ہیں۔ کہ آپ احادیث کو کوئی درجہ دیں۔ جیسے کہ آپ وکیل ۱۰ جنوری صفحہ ۸ کالم ۲، ۳ میں لکھتے ہیں۔

"(۱) یہ لوگ قول فیصل یعنی قرآن کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ (۲) تحقیق تو یہی ہے کہ قرآن شریف "قول فیصل" ہے جس میں ہر ایک شئے کی تفصیل ہے اسکی موجودگی میں افغیر اللہ ابتغی حکما۔ الخ کتاب اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنیوالے کی تلاش جرم ہے"

انہی عبارت سے تو یہ گنجائش نکل سکتی تھی۔ کہ رسول تو غیر اللہ نہیں ہوتا۔ اور اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہوتی ہے جیسے آیت ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا تعالیٰ نے حکم قرآن دیا ہے۔ جیسے حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم اور فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول سے ظاہر ہے۔ لیکن آپ نے آگے چلکر اسبات کا بھی فیصلہ کر دیا۔ کہ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے خواہ وہ رسول ہی کی کیوں نہو۔ جیسے کالم ۳ میں لکھا ہے۔

"کتاب اللہ کے فیصلہ کے سوا کسی شخصیت کا فیصلہ خواہ اسکا دعوےٰ رسالت اور نبوت ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ایسی شخصیت ارباباً من دون اللہ کی ذیل میں آتی ہے۔ انکی اطاعت انکی پرستش ہے"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ آپکے نزدیک حدیث (جو کہ آنحضرت صلعم کے قول و فعل و تقریر کا نام ہے) کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کے علاوہ کسی کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اور آپکی عبارت سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے۔ کہ رسول کا قرآن مجید کے علاوہ کوئی حکم نہ مانا جائے۔ اور نہ کسی صحابی کا قول اور نہ تابعی کا اور نہ کسی بادشاہ کی اطاعت کیجائے۔ اور ایسی تعلیم صریح طور پر بغاوت کی حامی ہے۔ اور بغاوت پھیلانیکا موجب ہے۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤنگا۔ جب آپ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات اور کسی کا فیصلہ اور حکم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور حدیث وغیرہ کی ضرورت بھی تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر یہ قول "احادیث کا بے شبہ قرآن مجید کے بعد کا درجہ ہے" کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ آپکا ایک قول دوسرے قول کی تردید کر رہا ہے۔ اور آپکی عبارات اس بات کو صاف طور پر واضح کر رہی ہیں۔ کہ آپ احادیث کے منکر ہیں۔ اور انکو موضوع نہیں تو وقتی حالات کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ پھر باوجود اسکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ ہماری نسبت یہ لکھدیا۔ کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ اور رسول کریم کے تمام اقوال کو وقتی حالات کے ماتحت سمجھتے ہیں۔

جلال الدین (مولوی فاضل)

مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث اپنے اخبار میں لکھتے ہیں میاں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ) نے ڈپٹی بننے کے لئے کوشش کی۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ میں حیران ہوں۔ کہ فاصنع ما شئت کے مورد لوگ کیوں سوچ سمجھکر بات منہ سے نہیں نکالتے۔ کیا یہ سیدھی سادی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مقدس اور رفیع المرتبت انسان جس کی چوکھٹ پر بیسیوں ڈپٹی جبہ سائی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ وہ خود ڈپٹی بننے کے لئے سعی نافرجام کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک آنریری مجسٹریٹی کوئی بڑی چیز ہے۔ اسلئے وہ الزام ناروا لگاتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچ سکے۔ کہ میں کہتا کیا ہوں۔ اور کس کی نسبت میرا یہ قول ہے۔ مولوی فاضل ہو کر اس گنوار سے بھی گئے گذرے۔ جس نے کسی اکسٹرال سے کہدیا تھا۔ کہ خدا آپ کو پٹواری بنائے۔ یا انسپکٹر پولیس کو دعا دی تھی کہ آپ تھانہ دار ہو جائیں۔

بھلے آدمی! تم اس آنے والے مسیح کی رفیع القدری کا تصور کرو۔ جو تمہارے نقطہ خیال سے آخری زمانہ میں آنے والا ہے۔ پھر اسکی قائم مقامی کی شان دیکھو اور بتاؤ کہ آنریری مجسٹریٹی اسکے مقابل میں کیا چیز ہے جس کے لئے کوئی کوشش کریگا۔ اور کریگا بھی کیوں آنریری مجسٹریٹی میں رکھا ہی کیا ہے۔ مجسٹریٹ کے پاس لوگ مقدمات اپنی خوشی سے نہیں لاتے۔ پھر اسکی حقیقی عزت بہت کم دلوں میں ہوتی ہے۔ سامنے سلام کرتے ہیں۔ پیٹھ پیچھے گالی دیتے ہیں۔ لیکن جو مرتبہ میرے آقا کو حاصل ہے اسکی تو یہ شان ہے۔ کہ لوگ منت و سماجت سے اپنے مقدمات تصفیہ کیلئے پیش کرتے ہیں۔ اور غیبوبت میں درود بھیجتے اور محبت کا دم بھرتے ہیں۔ پھر آپکی مزعومہ ڈپٹیٹ قادیان اور اسکے گرد و نواح کے محدود علاقے کے متعلق

اور جس کی نسبت یہ گمان ہو گا اسے اس کی آرزو ہے۔ اُسے نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر یورپ امریکہ، افریقہ میں کشورِ قلوب کی شہنشاہی حاصل ہے۔ باوجود ان حالات کے یہ کہنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ڈپٹی بننے کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں۔ کیا حماقت کی بات ہے مولوی صاحب! میں تو آپ کو دانشمند سمجھتا تھا۔ لیکن یہ میری غلطی تھی۔ کیونکہ اگر فہم سلیم دیا جاتا تو آپ مسیح موعود کا انکار ہی کیوں کرتے۔ فمن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ۔ اس زمانے میں بھی ایک ابراہیم آیا۔ اس نے نذارِ ربّی سنائی۔ اور ڈنکے کی چوٹ سنائی۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ لیکن وہ جن کا قبلۂ توجہ دنیا و مافیہا ہے وہ اس کعبۂ تحقیق سے روگردان ہی رہے ہیں۔ ابا و استکبار سے کام لیا۔ اور آدمِ توحید کے سامنے سربسجود نہ ہوئے۔ اے کاش! یہ اپنے مورثِ اول کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔

مولوی صاحب! یہ کیا شرافت ہے کہ کسی شریف پر ایک الزام لگا دیا۔ اور جب کچھ ثبوت نہ دے سکے تو کہدیا کہ اچھا قسم کھاؤ۔ ایڈیٹر الفضل سے یہ کارروائیاں مخفی سہی۔ لیکن آخر آپ تک تو ایک قابلِ اعتبار ذریعہ سے پہنچ چکی ہیں۔ پس انہیں مبرہن کرنے میں کیا تامل ہے۔ فالقوا ما انتم ملقون۔ قسم کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ چونکہ مکرمی میر قاسم علی صاحب سے اس معاملہ میں آپ یہیں قادیان میں ذلت آمیز پچھاڑ کھا چکے ہیں۔ اس لئے یہ سمجھ لیا ہے کہ قسم کے مطالبہ سے سرخروئی ہو جائیگی۔ مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک "دانشمند" صاحب گاؤں سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں۔ اونٹ کو عجوبہ جانور پاکر دیکھنے لگے ایک تربوز رکھا تھا۔ جو اونٹ کے حلق میں پھنس کے رہ گیا۔ دم رکتا دیکھ کر شتربان نے موگری کی ایک دو ضربیں لگائیں۔ تربوز ٹوٹ گیا۔ اور اونٹ کی گلوخلاصی ہو گئی۔ دانشمند نوجوان جو اپنے آپ کو اب علمِ طب کا فاضل سمجھنے لگا تھا۔ گھر آیا تو اپنی اماں سے کہنے لگا۔ اماں جان! آپ کو گنگھا ہے آج اک شتر طبیہ علاج سیکھ آیا ہوں۔ خدا چاہے تو ابھی شفا ہوتی ہے۔ آپ ذرا لیٹ جائیے۔ ماں بچاری نے کہا اچھا بچہ۔ وہ علاج کرو۔ دانشمند نے ایک موگری ہاتھ میں لی اور پیہم دو چار ضربات ماں کے گلے پر لگائیں۔ بچاری اُئے کر کے رہ گئی۔ اور جان بحق تسلیم ہوئی۔ دانت نکل آئے تو کہنے لگے کہ لو اب اچھی ہو گئی ہے۔ تو ہنستی ہے اُٹھو اُٹھ کر میرا کھانا پکاؤ۔ یہی حال ہے مولوی فاضل صاحب! بے ادبی معاف آپ کا قسم کا مطالبہ ہر جگہ پر موزوں نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ کی نخوت کی طرف متوجہ ہوں۔ آفتاب نصف النہار پر تاباں و درخشاں ہے۔ ایک آنکھوں سے اندھا جس کے فیلنگس بھی تباہ ہو چکے ہیں۔ اس کا انکار کرتا ہے تو اپنی قسمت پر آٹھ آٹھ آنسو روئے۔ بلکہ اس محرم میں تعزیہ پرستوں کے ساتھ دل کھول کر پیٹ لے کیسی حماقت ہے کتنی سفاہت ہے اور شرارت ہے۔ اس اندھے کا یہ کہنا کہ قسم کھاؤ۔ سورج چڑھا ہوا ہے۔ بدبخت تجھے نظر نہیں آتا۔ تو لوگوں کو حلف پر کیوں مجبور کرتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(اکمل قادیان)

سکینۃ النساء کا پیام احمدی خواتین کے نام

میری محترم بہنیں یہ یاد رکھیں۔ کہ عید قربان بھی ایک عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے۔ اور یہ ایک ناچیز خادمہ بھی آپ لوگوں سے مالی قربانی کی خواہشمند ہے۔ سو کیا ہی عمدہ اور بہتر قربانی ہو گی کہ ہماری معزز بہنیں اپنی غریب اور بیکس بیمار بہنوں کی خود خبرگیراں ہوں۔ ہمیشہ سے میرا یہ منشا رہا کہ اگر ہم لوگ خیرات بھی دیں تو کسی محتاج بیمار کو دوائی کی شکل میں دیں۔ اور اب تو پختہ ارادہ بندھ گیا ہے کہ مستورات کی طرف سے زنانہ وارڈ ہسپتال میں بنجائے۔ سو میں احمدیہ مستورات کی خدمت میں پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ وہ عید کے روز اپنی اپنی جگہ پر جلسے کر کے خواتین سے چندہ وصول کر کے بھجوائیں اور مجھے اطلاع دیں۔ اور براہ کرم اَن پڑھ بیویوں کو تعلیم یافتہ بہنیں یہ ضروری پیغام سُنا دیں۔ اس کام میں آپ کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔ والسلام آپکی خیر طلب سکینۃ النساء از قادیان

شفاخانہ نور کا زنانہ کمرہ

اپنی محترمہ بہن سکینۃ النساء صاحبہ کا قابلِ قدر مضمون ہسپتال کے کمرہ کے متعلق دیکھا۔ مجھے امید واثق تھی کہ بہت سی بہنیں ان کی تائید میں صدائے لبیک پکاریں گی مگر افسوس کہ صدائے برنخاست کا معاملہ رہا۔ اور کسی نے اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ مجھ کو بھی چھوٹے بچے کی بیماری سے فراغت نہ ہو سکی۔

میرے ناقص خیال میں بیماروں کی امداد ایک نہایت ہی اعلیٰ کارِ ثواب ہے۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ اور انسانی ہمدردی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

بیماری ایسی بُری چیز ہے۔ جس سے طاقتور سے طاقتور، زبردست سے زبردست، دانشمند سے دانشمند عقلمند سے عقلمند انسان بھی سخت عاجز اور معذور ہو کر دیگر ہمجنسوں کی امداد کا محتاج ہو جاتا ہے۔ جب ایسی حالت میں اس کی ہمدردی یا خدمت کی جاوے تو [illegible] سے شکر گزار ہوتا ہے۔ اور اس کے [illegible] دل سے ایسی دعا نکلتی ہے۔ جو رب العالمین کے حضور پہنچکر امداد کرنیوالی کی فلاح کا باعث بنتی ہے۔ اسی واسطے بار بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیمار پرسی کی تاکید فرمائی ہے۔ خود حضور سرور کائنات کافروں تک کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔

ایک نیک آدمی کا ذکر ہے کہ اس نے کشف میں ایک فرشتہ کو دیکھا۔ کہ وہ ایک کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔ فرشتے نے کہا میں ان آدمیوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ جو کہ خداوند تعالیٰ سے پیار کرتے ہیں۔ اس نے کہا کیا میرا نام بھی ہے فرشتہ نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اچھا اتنی مہربانی کرو کہ میرا ان لوگوں میں نام لکھ دو۔ جو کہ اپنے ہمجنسوں سے پیار اور ہمدردی کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کا نام حسب خواہش لکھ لیا۔ جب اس نے پھر فرشتہ کو خواب میں دیکھا تو فرشتہ نے اسے وہ نوشتہ دکھایا۔ جس میں اس کا نام سب سے اول تھا۔ فرشتہ نے کہا خداوند کریم

(مارشیس میں) آ گئے ہیں"۔ اور "تقریباً چالیس پچاس شخص قادیانی ہو گئے"۔ کیا احمدیوں کی یہ تعداد صحیح ہے؟

جواب۔ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں کہ احمدیوں کی وہاں کم از کم پانسو تعداد ہے۔ یہ شخص جو چالیس پچاس احمدیوں کی تعداد بتاتا ہے۔ بالکل غلط کہتا ہے۔ اتنے تو محض خدا کے فضل سے ہمارے گھر کے آدمی احمدی ہیں۔

الٰہی بخش صاحب کے لڑکی کے دو بھائی ہیں۔ اور ان سب کی ماشاء اللہ اور بہت سی اولاد ہے۔ جو سب کی سب احمدی ہے۔

سوال ۲۔ نامہ نگار اہلحدیث نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ "احمدیوں نے بھی اپنے مرشد کی طرح (مسجد کے مقدمہ میں) اپنی کامیابی کو اپنی صداقت کی نشانی قرار دیا تھا"۔ اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں کیا یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے؟ کیا احمدیوں نے مسجد کے مقدمے میں اپنی کامیابی کو حضرت اقدس کی صداقت کا معیار ٹھہرایا تھا۔

جواب:۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ احمدیوں نے ہرگز اس قسم کی کوئی شرط اپنے مخالفوں کے سامنے پیش نہیں کی۔

سوال تیسری بات نامہ نگار اہلحدیث نے یہ لکھی ہے کہ:۔

"اب تمام مساجد میں داخل ہونے کی ان (احمدیوں) کو قطعاً ممانعت کر دی گئی۔ نہ وعظ ہے نہ تبلیغ۔ تمام اُمت مرزائی گروہ پر سناٹا چھایا ہوا ہے"۔

اس کی کیا حقیقت ہے۔

جواب۔ کسی جھوٹے کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ گورنمنٹ نے احمدیوں کا حق تسلیم کیا ہے۔ کہ ہر مسجد میں نماز پڑھیں۔ اور ان کے لئے کوئی روک نہیں۔ البتہ غیروں کی مساجد میں جماعت کرا کر نماز پڑھانے کی اجازت محض غیر احمدیوں کی شرارت کے سدباب کے لئے نہیں دی۔ خدا کے فضل سے ہماری تبلیغ ہر جگہ جاری ہے۔

سوال ۴۔ اہلحدیث کا نامہ نگار آخری بات یہ بیان کرتا ہے کہ:۔

"دس بارہ مرزائیوں نے امام صاحب کے وعظ میں عقائد باطلہ سے توبہ کی"۔

اس میں کہاں تک صداقت ہے؟

اس موقع پر الٰہی بخش صاحب نے جوش میں آ کر پہلے سے کسی قدر زیادہ بلند آواز میں کہا۔

کیا اس امام کے وعظ سے متاثر ہو کر اس کے ہاتھ پر دس بارہ احمدیوں نے احمدیت کو چھوڑ دیا جس نے ایک شخص کی منکوحہ کا نکاح بغیر پہلے خاوند کی طلاق یا خلع کے دوسری جگہ پڑھا دیا۔ اگر نامہ نگار صاحب جن سے کہ ہم واقف نہیں سچے ہیں تو براہ مہربانی ان دس بارہ شخصوں کے نام اور پتہ بتائیں جنھوں نے امام صاحب کے وعظ سے متاثر ہو کر ان کے ہاتھ پر احمدیت سے توبہ کی ہے۔ امام صاحب پر تو ان کی اس قسم کی حرکتوں کے باعث خدا کا یہ وبال ہے کہ انہی کے ہم مذہب و ہم عقیدہ کتنے ہی لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ چہ جائیکہ کوئی احمدی ان کے وعظ اور ان کے تقدس سے متاثر ہو کر ان کے ہاتھ پر تائب ہوتا۔

کیا ہماری بہنیں جاگتی ہیں؟

کسی قوم کی بیداری کے نشان اس قوم کی مستورات میں بیداری کے آثار پائے جانے سے ظاہر ہوتے ہیں مگر افسوس احمدی بہنوں میں ابھی یہ بات نہیں پائی جاتی اس کا تازہ ثبوت کہ ہماری بہنیں خواب غفلت میں ہیں یہ ہے۔ کہ کچھ دن ہوئے۔ میں نے اپنی لمبی بیماری کی حالت میں جب عورتوں کی حالت پر غور کیا تو زنانہ ہسپتال کی ضرورت محسوس کی۔ اور فی الحال قادیان دار الامان کے نور ہسپتال میں ایک زنانہ وارڈ بنایا جانے کی تجویز کو نہایت ضروری سمجھا مگر میں اس پر کس قدر تاسف اور افسوس ظاہر کروں کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے جب خاص طور پر اپنی بہنوں کی خدمت میں اس کے متعلق اپیل کی۔ اور میں نے تو نام بنام بھی لکھا۔ اور مجھے کامل اُمید تھی۔ کہ اگر میری معزز بہنیں ذرا سی ہمت اور جرأت سے کام لینگی۔ تو یہ کچھ مشکل بات نہیں۔ مگر معلوم نہیں ہماری محترم خواتین اخبار ہی نہیں پڑھتیں یا اسے کچھ قابل توجہ نہیں سمجھا۔ کہ بعض بیبیوں نے جن پر مجھے بہت کچھ بھروسہ تھا۔ میری اپیل کا جواب تک نہیں دیا۔ تاہم خوشی کی بات ہے۔ کہ بہن سلیمہ بیگم بنت شیخ محمد غوث صاحب نے پچاس روپیہ کا منی آرڈر چند مستورات دکن سے کر کے مجھے بھیج دیا۔ اسی طرح سب بہنیں ہمت دکھلائیں۔ تو کونسی بڑی بات ہے۔ قادیانی بہنوں سے چندہ کر کے انشاء اللہ یہ نتیجہ پھر اخبار میں اطلاع دونگی۔ سکینۃ النساء قادیان

الحیوۃ الدنیا

(نمبر ۵)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حیات اجتماعیہ بہت سی حیات فردیہ کا ایک مجموعہ ہے بہت سی حیات فردیہ آپس میں مل جل کر بالکل نئی نئی کیفیتیں اور نئے نئے خواص حاصل کر لیتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ایسے فرد کی حیات کو لیجئے۔ جو اگر اکیلا دوکیلا ہو۔ تو اس کی زندگی کی خاصیتوں میں سے ایک یہ خاصیت ہے۔ کہ وہ پرلے درجے کا بزدل اور ڈرپوک ہے۔ اب اُسے ایک ایسی جماعت کے ساتھ ملا دو۔ کہ جو اپنے حاکم کے ظلم سے تنگ آ کر اس سے لڑنے مرنے پر تیار ہے۔ اس جماعت کا غضب نہایت ہی بھڑکا ہوا ہے۔ ایسی جماعت میں اُسے ملا دو تو اس کا اثر ایسے فرد بشر پر عجب [illegible] دیکھو

سے اپنے ہمجنسوں کی ہمدردی کے سبب تمہارا نام سب سے اول رکھدیا ہے۔

سو پیاری بہنوں اسی انسانی ہمدردی سے انسان مقرب الہی بن سکتا ہے۔ ہسپتال کی تعمیر میں چندہ دینا ایک صدقہ جاریہ ہے جس سے ہر ایک بنی نوع کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہر مذہب اور ہر فرقہ کا انسان فیضیاب ہو سکتا ہے۔ چونکہ قادیان کے ارد گرد کوئی زنانہ ہسپتال نہیں اور اس نور ہسپتال میں زنانہ مریضوں کے ٹھیرنے کا کوئی انتظام نہیں۔ اسلئے اس وادی امن میں جہاں سینکڑوں روحانی مریض شفایاب ہو رہے ہیں۔ وہاں جسمانی مریضوں کی صحت یابی اور ٹھہرنے کا انتظام بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ اس لئے سب احمدی مستورات کی خدمت میں اپیل ہے۔ کہ اپنی اپنی انجمنوں سے جسقدر ہو سکے چندہ وصول کرکے بہت جلدی اس عظیم الشان ثواب میں حصہ لیں۔ اور ثابت کردیں کہ ہم لوگ اگرچہ غریب ہیں مگر ہماری ہمتیں خدا کے فضل سے اپنے اولوالعزم سردار کی ماتحتی میں بڑی بلند ہیں ہم بھوکی رہکر بھی خدا کی راہ میں خرچ کر سکتی ہیں حسب استطاعت جو چندہ یہاں سے جمع ہوا وہ ماہانہ چندہ کے ساتھ بھیجدیا گیا - اور جو آئیندہ ہوتا رہیگا وہ بھی بھیجا جاویگا۔ معزز بہنوں فنڈ شفاخانہ میں اپنی ضروریات کو کاٹکر چندہ بھیجو اپنے سچے ہادی اور پیارے مسیح کے شرائط بیعت کے پاک الفاظ کا عملی نمونہ دکھاؤ کہ عام خلق اللہ سے عموماً اور مسلمانوں سے خصوصاً ہمدردی کرینگے۔ ان عمارات میں اپنی حسب توفیق خیرات دیکر اپنی یادگار چھوڑ دو جو کہ انشاءاللہ ایکدن روپہلی سنہری بنیگی۔ تاکہ آنے والی نسلیں ہمارا بھی ذکر خیر کریں۔ مکہ مکرمہ میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معمولی پتھر مٹی سے خانہ کعبہ طیار کیا تھا تو انھیں کیا پتہ تھا کہ ان پتھروں کو کیا رتبہ نصیب ہوگا۔ بوسہ گاہ انام قبلہ خاص و عام ہوگا۔ مکہ معظمہ جیسا عظیم الشان شہر آباد ہوگا۔ خلق خدا ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں کوس کی مسافت طے کرکے اسکی زیارت کو آئیگی۔ یہی مکہ قبلہ گاہ عالم ہوگا۔ یہ سب کسواسطے ہوا کہ وہ ایک فرستادۂ خدا کا تعمیر کردہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں گھاس پھوس کی مسجد طیار کر رہے تھے۔ کھجور کے پتوں کی چھت تھی۔ بارش ہوتی تو حضور معہ رفقاء بھیگ جاتے مگر جلدی وہ وقت آگیا کہ وہ ایک عظیم الشان مسجد بنگئی۔ کیوں ہی کسواسطے بنی۔ اس لئے کہ خداوند عزو علا کے محبوب نے اسکی بنیاد رکھی آج کون مسلم ہے جو مسجد نبوی سے بے خبر ہے۔ ایسا ہی وقت آئیگا۔ کہ اسی مدینۃ المسیح میں اعلیٰ اعلیٰ عمارتیں بنینگی۔ اسلئے یہی وقت امداد کا ہے اور تھوڑا خرچ کرکے کثیر فائدہ حاصل کرنیکا ہے۔

کچھ کام عورتوں کو بھی سنبھالنا چاہیئے شفاخانہ فنڈ کی ضرورت سنکر میری طالب علم لڑکی نے ایک روپیہ مجھے دیا اور کہا کہ آپ اسے شفاخانہ فنڈ میں بھیجئے میں نے اپنی کئی ضروریات روک کر ایک ایک پیسہ کرکے بچایا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ مبارک جذبہ ہماری تمام قوم کے ننھے ننھے بچوں میں پیدا ہو۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ بچے تو درکنار پڑھی لکھی عالمہ فاضلہ خاتونیں بھی خاموش نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کے ادا کرنے کی اور قومی اور دینی ضروریات کو سمجھنے اور انکو لبیک کہنے اور خدمت دین کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بہنوں کی خادمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار نہر جھنگ مگھیانہ

مولوی محمد علی صاحب کی النبوۃ فی الاسلام

مولوی صاحب لکھتے ہیں " اب میں ایک اور امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی کا پیش کرتا ہوں اور وہ امتیاز یہ ہے کہ رسول یا نبی اولاً اور بالذات صرف اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور دوسری وحیوں کو اگر مانتا ہے تو اس لئے مانتا ہے۔ کہ اسکی وحی اُن کا ماننا ضروری ٹھیراتی ہے اور غیر نبی اولاً اور بذات کسی دوسری وحی کو مانتا ہے۔ اور اسکا پیرو ہوتا ہے۔ اور اپنی وحی کو اگر مانتا ہے تو اس لئے کہ وہ دوسری وحی کے جس کا وہ متبع ہے۔ خلاف نہیں بالفاظ دیگر رسول دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ اُمتی کسی رسول کی وحی کا مطیع ہوتا ہے" صـ۳۳

اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے اور امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی۔ اسکے متعلق میں پوچھتا ہوں۔

الف - جب حضرت خضرؑ غیر نبی تھے تو پھر کیونکر انہوں نے ایک نابالغ بچہ کو اپنی وحی کی پیروی میں قتل کرڈالا۔

اور اگر حضرت خضرؑ کسی شارع نبی کے تابع تھے تو بتلائیے کس نبی کی شریعت میں نابالغ بچہ کے قتل کردینے کا حکم پایا جاتا ہے۔ جسکی انہوں نے پیروی کی۔

(ب) - جب حضرت موسیٰؑ کی والدہ نبیہ نہ تھیں تو کیونکر اپنی وحی کی پیروی میں انہوں نے اپنے نابالغ بچہ کو دریا میں ڈالدیا۔ اور اگر حضرت موسیٰؑ کی والدہ کسی شارع نبی کی تابع تھیں تو بتلائیے کیا کسی نبی کی شریعت میں نابالغ لڑکے کو دریا میں ڈالدینے کا حکم پایا جاتا ہے۔ جسکی انہوں نے پیروی کی۔

ج - جب حضرت مریم صدیقہ نبیہ نہ تھیں۔ تو کیونکر اپنی وحی کی پیروی میں اس بات کو قبول کرلیا کہ بغیر مس انسان کے ان کے ہاں بچہ پیدا ہوگا۔ اور اگر حضرت مریم صدیقہ کسی شارع نبی کی تابع تھیں۔ تو بتلائیے کس نبی کی شریعت میں ایسی تعلیم ہے جسکی انہوں نے پیروی کی ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ ایسے احکام کسی نبی کی شریعت میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت خضرؑ اور والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے تھا۔ مگر نہ تو حضرت خضرؑ نبی تھے اور نہ ہی والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم نبیہ تھیں۔ ہاں مولویصاحب کے مسلمات کی رو سے حضرت خضرؑ بھی نبی تھے۔ اور والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم صدیقہ نبیہ تھیں۔ جو ہمارے نزدیک غلط ہے۔

الراقم حکیم محمد سیف الدین از فیروزپور شہر

مفتی محمد صادق اور ایڈیٹر پیغام

اخبار پیغام لاہور کے مدیر نے ایک مضمون بعنوان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کبھی نبی تھے۔ شائع کیا ہے۔ اور حضرت مفتی صاحب کے سال نو کے پیغام مبارکباد پر معترض ہوا ہے کہ محمودیوں کے نزدیک اب نبی مرزا صاحب ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی گذشتہ زمانہ میں نبی تھے اور اس غلط بیانی پر دیدہ دلیری سے عبارت ذیل کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ جس کے ترجمہ میں یہودیوں کے کان کتر ڈالے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کے انگریزی الفاظ یہ ہیں:-

1. I wish you all happiness in the New Year;
And may you attain all the blessings, my dear,
2. Which Allah the Gracious has ordained to s
Through Ahmed
The Guide, the Prophet,
The Friend
3. And his Master and Teacher Muhammad, the Elect
who was the Prophet, the most perfect

اس کا ترجمہ کیا گیا ہے کہ

۱۔ سال نو میں آپ کے لئے عزت اور بہجت کا خواہشمند ہوں۔ میرے دوست آپ تمام قسم کے برکات سے بہرہ مند ہوں۔

۲۔ وہ برکات جن کو خدائے رحمان نے احمد نبی۔ ہادی اور دوست کے وسیلہ سے بھیجنے کا اہتمام کیا ہے۔

۳۔ اور اس کا آقا اور اُستاد محمد مصطفےٰ (صلعم) ہے جو "کبھی" نبی تھا اور کامل نبی تھا۔

میں مدیر پیغام سے سوال کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ کس دیانتداری سے کیا گیا ہے۔ دوسرے شعر میں حضرت مفتی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ برکات خدائے رحمان نے بھیجنے کا اہتمام کیا ہے۔ بذریعہ حضرت احمد ہادی۔ نبی اور دوست کے اور اس سب کے مطاع اور استاد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ایک کامل نبی تھا۔ مگر آپ نے برکات کے نزول کو صرف حضرت احمد نبی اللہ سے محدود کر دیا ہے۔ اور یہی حضرت مفتی کا منشا بتا کر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ حضرت مفتی ان برکات کے نزول کو حضرت احمد اور ان کے مطاع حضرت محمد مصطفےٰ دونوں سے وابستہ قرار دیتے ہیں۔

دوم یہ کہ نمبر تین میں لفظ کبھی از خود کیوں بڑھا دیا گیا ہے۔ جس کے لئے انگریزی میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔

کیا امیر ایم اے ایل ایل۔ بی اور جناب خواجہ بی اے ایل ایل بی تصدیق کریں گے۔ کہ ایڈیٹر پیغام نے یہ انگریزی ترجمہ کی مٹی پلید کی ہے یا یہودیت کا کامل ثبوت دیا ہے۔ اگر امیر صاحب یا خواجہ صاحب تصدیق کر دیں کہ جناب مفتی صاحب کے الفاظ کا صحیح ترجمہ کیا گیا۔ تو ہم آپ کو مبلغ دس روپے بطور انعام دینگے۔

حضرت مفتی صاحب نے رسول کریم کو اگر لفظ was (تھا) سے یاد کیا ہے۔ تو یہ محض انگریزی زبان کے محاورہ اور قواعد کا لحاظ ہے۔ اور اگر لفظ is (ہے) لکھا جاتا تو ممالک مغربی کے لوگ اس انگریزی پر تمسخر کرتے۔ مگر واہ رے جہالت کہ ایڈیٹر پیغام نے علم انگریزی کے باعث یا اپنی سیاہ دلی کے باعث بھی اکوا آڑ بنا کر یوں لکھ دیا ہے۔ کہ محمودیوں کے نزدیک حضرت محمد کبھی نبی تھے اور اب نہیں۔ ایڈیٹر پیغام جس جہالت کے باعث حضرت مفتی صاحب پر معترض ہوا ہے۔ اگر اس کی توجہ کہیں خدانخواستہ قرآن کریم کی طرف مبذول ہو گئی۔ تو عجب نہیں کہ آیات ذیل پر یہ اعتراض کر سکے:-

(۱) ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

(۲) ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

میں لفظ کان جس کا لفظی ترجمہ انگریزی میں was اور اُردو میں تھا ہے ثابت کرتا ہے کہ حضرت محمد تم میں سے کبھی مرد کا باپ نہ تھا۔ بلکہ رسول اللہ اور خاتم النبیین تھا اور کبھی تھا یا زمانہ گذشتہ میں تھا مگر اب نہیں۔

یا تمہارے واسطے حضرت رسول اللہ میں اسوہ حسنہ تھا اور کبھی تھا یا زمانہ گذشتہ میں تھا۔ مگر اب نہیں۔

اور ممکن ہے کہ امیر صاحب ایم اے مترجم و مفسر القرآن و خواجہ صاحب بی اے مولف ام الالسنہ آپ کی جہالت پر صرف اس واسطے خاموشی اختیار کر لیں کہ چلو کچھ ہو محمودیوں پر چوٹ تو کر دی۔ اگرچہ بے ایمانی سے ہی سہی۔

ہاں اگر آپ عربی کے الفاظ کان کو اُردو میں لفظ ہے سے ظاہر کرتے ہیں۔ تو انگریزی کے لفظ was کو کیوں نہ لفظ ہے سے ظاہر کر دیا۔ مگر آپ کیوں ایسا کرتے۔ جبکہ آپ کا کام صرف اعتراض پیدا کرنا ہے۔ خواہ تحریف لفظی سے ہو یا معنوی سے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

"معاونین الفضل"

الفضل کے اگرچہ ایسے قدر دان ناظرین بھی ہیں جو کئی کئی خریدار بنا چکے ہیں جنہیں سے ایک جناب خان بہادر محمد عبدالحق صاحب آنریری مجسٹریٹ بیلی بھیت بھی ہیں لیکن اکثر اصحاب ایسے ہیں۔ جنہیں الفضل کی اشاعت بڑھانے کے لئے کوشش کرنے کا کبھی خیال نہ آیا ہو گا۔ مہربانی کر کے وہ توجہ فرمائیں۔ اور کم از کم ایک ایک خریدار ضرور مہیا کریں۔

احمدیوں کا انگریزی اخبار

جماعت احمدیہ سیلون نے قابل تعریف ہمت اور کوشش سے تامل اور انگریزی زبان میں ایک ہفتہ وار اخبار جاری کر رکھا ہے۔ جس میں صداقت احمدیت اور اسلام کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ سلسلہ کی خبریں اور مبلغین یورپ و امریکہ کی رپورٹیں بھی درج ہوتی ہیں اور ہر طرح اخبار کو مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسکی خریداری بہت کم ہے۔ ہمارے انگریزی خواں احباب کو اسطرف متوجہ ہو کر اخبار اپنے نام جاری کرانا چاہیئے۔ تاکہ اخبار اپنا خرچ برداشت کرنے کے قابل ہو سکے۔ اور انگریزی خواں طبقہ میں تبلیغ احمدیت کا فرض بخوبی ادا کرتا رہے۔ اسوقت اسکی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کیجاتی ہیں۔ اور اسطرح اسکا خرچ بہت بڑھ گیا ہے۔ سیلون کے احمدی بھائیوں کے اس قابل تعریف کام میں ضرور مدد کرنی چاہیئے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت تین روپیہ اور تامل ایڈیشن کی قیمت بھی تین روپیہ سالانہ ہے اور دونوں کے خریدار سے پانچ روپیہ لئے جاتے ہیں۔

اخبار جاری کرانے کیلئے حسب ذیل پتہ پر خط لکھا جائے۔

Manager Massager press
30 Shorts Road
Colombo

تبلیغی پروگرام میں اضافہ

(۱) منوں لائن کے تبلیغی پروگرام میں (جو یکم اگست کے پرچہ میں شائع ہوا ہے) یہ اضافہ کیا جاتا ہے۔ کہ وفد ۲۳ ستمبر کو منوں میں قیام کر کے ۲۴ کو ٹانک جائیگا۔ اور ۲۵ تا ۲۸ ستمبر وہاں قیام کریگا۔ ٹانک میں محمد افضل خاں صاحب نمائندہ ہونگے۔ (۲) ضلع سیالکوٹ کے پہلے تبلیغی دورے میں مندرجہ ذیل اضافہ کیا گیا ہے۔

مقام	ممبران وفد: مستقل	ممبران وفد: لاحق	تاریخ روانگی	قیام	نمائندہ
ظفروال	مولوی [illegible] صاحب	چوہدری نظر اللہ خاں صاحب	۲۰ اگست	اگست ۲۱-۲۲-۲۳	[illegible] الدین صاحب سیکرٹری

(ناظر تالیف و اشاعت)

ہندوستان کی خبریں

میرٹھ میں خلافت ورزی قانون کا فیصلہ میرٹھ شہر - ۵ اگست ۴ اگست کی رات کو جمعہ مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں قرب وجوار کے دیہات کے لوگ بھی شریک تھے۔ جلسہ نے سول احکام کی نافرمانی کرنیکا رزولیوشن پاس کردیا۔

دفتر جمعیۃ العلماء ہند کی تلاشی دہلی ۸ اگست آج سب انسپکٹر مجید حسن مع ایک مسلمان ہیڈ کنسٹبل کے جمعیۃ العلماء ہند کے دفتر میں تلاشی کا ایک وارنٹ جو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے نکالا گیا - اور علماء ہند کی فتوے کی ۱۲ ۰ کاپیوں پر قبضہ کرلیا۔

فسادات علیگڈھ کے ملزم سشن سپرد علیگڈھ ۸- اگست مجسٹریٹ درجہ اول نے بلوہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا زیر دفعہ ۱۴۷، ۳۲۳ فرد جرم قائم کیا گیا اور تیس میں سے ۲۷ اشخاص کو سشن سپرد کردیا۔ اور تین شخص رہا کردیئے گئے۔

حفاظت گاؤ کے لئے جدوجہد:- پنڈت مدن موہن مالویہ آل انڈیا ہندو سبہا کانفرنس کے صدر منتخب ہونگے یہ کانفرنس مسئلہ حفاظت گاؤ پر غور وخوض کرنے کے لئے منعقد ہوگی۔

حادثہ جلیانوالہ کے ایک مقتول کا معاوضہ امرتسر ۶- اگست مسٹر منی رام دنداں ساز امرتسر نے جس کا بارہ برس کا لڑکا جلیانوالے باغ میں مارا گیا تھا۔ مسٹر لینگلے پریذیڈنٹ معاوضہ کمیٹی کے سامنے پیش ہوکر کہا میرا لڑکا اگر زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ کسی دن گورنر بنتا۔ یا کسی اور عہدے پر پہنچتا۔ میں اسکے خون کا معاوضہ نہیں لینا چاہتا۔ صرف یہ وعدہ کیا جائے کہ مارشل لا کے تمام قیدی رہا کئے جائینگے آئندہ اس قانون کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور اگر گورنمنٹ مجھے معاوضہ دینا چاہتی ہے تو پہلے کانگرس کے ساتھ فیصلہ کرے۔

مظلومان سمرنا کی ہمدردی میں پارسیوں کا جلسہ بمبئی ۳- اگست پارسی راجیہ سبھا کی زیر سرپرستی ایک عام جلسہ مظلومین سمرنا کی امداد کے لئے منعقد ہوا جس کے صدر مسٹر گاندہی تھے۔ اس میں زور دیا گیا کہ غیر ملکی کپڑا سمرنا بھیجدیا جائے۔ برطانیہ کی غیر جانبداری پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ مسٹر گاندہی کو مظلومین کی امداد کے لئے پانچ ہزار کا چیک دیا گیا

کانپور کے ایک کارخانہ میں فساد:- کانپور ۵- اگست وکٹوریا ملز میں مزدوروں نے یورپین عملہ کے چند آدمیوں کو زدوکوب کیا پولیس نے آکر مزدوروں کو باہر نکالدیا

فسادات کراچی اور مسٹر گاندہی:- کراچی کے فسادات کے متعلق مسٹر گاندہی لکھتے ہیں سوامی کرشنانند کے قید ہونے پر لوگوں نے بے گناہ انگریزوں پر خشت اندازی کرکے اپنے ہی مقدس مقصد کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے سوامی جی کی کچھ عزت افزائی نہیں ہوئی۔ اگر سوامی جی سچے تھے۔ تو لوگوں کو ضبط سے کام لینا چاہئے تھا۔ جھوٹا مقدمہ بنانے پر لوگوں کا اشتعال میں آجانا نہایت نامناسب تھا۔ ایسے حالات میں سول نافرمانی کی اجازت دینا ناممکن ہے۔

حامیان ترک تعاون کے ہاتھوں امریکنوں کی تذلیل پادنیر کا بیان ہے کہ جو لوگ گاندھی کیپ نہیں استعمال کرتے ان کی ذلتیں کیجاتی ہیں۔ اور اکثر حالتوں میں تو ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ حال میں دو امریکنوں کے ساتھ نہایت بری طرح پیش آیا گیا اور انگریز سمجھکر ان کی بہت تذلیل کی گئی۔

مقدمہ ننکانہ صاحب:- ننکانہ صاحب کے مقدمہ کے ملزموں کا بیان ختم ہوگیا۔ مہنت نرائن داس نے اپنے ڈیفنس میں بیان کیا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو سخت ہدایت کردی تھی کہ بغیر شدید ضرورت کے لڑائی نہ کیجائے اس نے اپنے آدمیوں کو اکالیوں کا پیچھا کرنے کی بابت کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ سکھوں کے جسموں کے جلانے کی بابت کوئی ہدایت کی تھی۔

غیر ممالک کی خبریں

یونان کے متعلق انگریزی غیر جانبداری لنڈن ۴ اگست رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ ایتھنز کی یہ خبریں کہ برطانی حکومت نے ترکی یونانی جھگڑے میں اپنی کامل جنبہ داری کی پالیسی کو چھوڑدیا ہے۔ بے بنیاد ہے۔ برطانی حکومت کا ذرہ بھی ارادہ نہیں کہ اتحادیوں سے کوئی علیحدہ کارروائی کرے یا کسی فریق کی مدد کرے

قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی اور یونانی حکومت کو فہمائش یہ بیان کہ برطانیہ عظمیٰ قسطنطنیہ پر یونانی پیش قدمی کو گوارا کرے گی۔ بیہودہ بات ہے۔ کیونکہ یونانی حکومت کو فہمائش کردی گئی ہے کہ پیش قدمی کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ بہرکیف یہ یقین کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ کسی ایسی پیش قدمی کا خیال ہو کہ جس سے یونان اتحادیوں کی فوج کا مقابلہ کرے

پیروان کمال کی نازک حالت:- میدان جنگ کی خبریں مظہر ہیں کہ ترکی فوج کی حالت رنجیدہ ہے اور اغلب ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کو قائم رکھ سکے۔ انگورا اور یونان میں علاقہ سمسون سے انگورا مزید پیچیدگیاں حکومت کے یونانیوں کو جلاوطن کردینے نے ایک دوسری پیچیدگی پیدا کردی ہے علاوہ ازیں انگورا حکومت نے پیرس کی بلا رسمیع بے کی گفت وشنید کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے لنڈن کے متعلق کرچکی ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر یونان اور ٹرکی مداخلت منظور کرنے پر آمادہ ہوئے۔ تو برطانیہ کم ازکم اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔

حکومت انگورا اور برطانی قیدی:- لنڈن ۴ اگست انگورا حکومت کے ہاتھ میں اس وقت جو ۲۷ برطانی فوجی اور سویلین قیدی ہیں۔ ان کے رہائی کے متعلق تاحال کچھ نہیں کیا گیا۔ ان کی جائے قیام بھی معلوم نہیں۔ مگر جو خبریں لنڈن پہنچی ہیں وہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان سے بدترین سلوک کیا جارہا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

میرٹھ میں خلاف ورزی قانون کا فیصلہ میرٹھ شہر ۵ اگست ۴ اگست کی رات کو جمعہ مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں قرب و جوار کے دیہات کے لوگ بھی شریک تھے۔ جلسہ نے سول احکام کی نافرمانی کرنیکا رزولیوشن پاس کر دیا۔

دفتر جمعیۃ العلماء ہند کی تلاشی دہلی ۸ اگست آج سب انسپکٹر مجید حسن مع ایک مسلمان ہیڈ کنسٹبل کے جمعیۃ العلماء ہند کے دفتر میں تلاشی کا ایک وارنٹ جوائنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے نکالا لائے۔ اور علماء ہند کی فتوے کی ۵۱۲ کاپیوں پر قبضہ کر لیا۔

فسادات علیگڈھ کے ملزم سشن سپرد علیگڈھ ۸ اگست مجسٹریٹ درجہ اول نے بلوہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۳۲ فرد جرم قائم کیا گیا اور تیس میں سے ۲۷ اشخاص کو سشن سپرد کر دیا۔ اور تین شخص رہا کر دئے گئے۔

حفاظت گاؤ کے لئے جدوجہد:۔ پنڈت مدن موہن مالویہ آل انڈیا ہندو سبھا کانفرنس کے صدر منتخب ہونگے یہ کانفرنس مسئلہ حفاظت گاؤ پر غور و خوض کرنے کے لئے منعقد ہوگی۔

حادثہ جلیانوالہ کے ایک مقتول کا معاوضہ امرتسر ۹ اگست مسٹر منی رام دندان ساز امرتسر نے جس کا بارہ برس کا لڑکا جلیانوالہ باغ میں مارا گیا تھا۔ مسٹر نیلے پریذیڈنٹ معاوضہ کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر کہا میرا لڑکا اگر زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ کسی دن گورنر بنتا۔ یا کسی اور عہدے پر پہنچتا۔ میں اسکے خون کا معاوضہ نہیں لینا چاہتا۔ صرف یہ وعدہ کیا جائے کہ مارشل لا کے تمام قیدی رہا کئے جائینگے آئندہ اس قانون کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور اگر گورنمنٹ مجھے معاوضہ دینا چاہتی ہے تو پہلے کانگرس کے ساتھ فیصلہ کرے۔

مظلومان سمرنا کی ہمدردی میں پارسیوں کا جلسہ بمبئی ۳ اگست پارسی راجیہ سبھا کی زیر سرپرستی ایک عام جلسہ مظلومین سمرنا کی امداد کے لئے منعقد ہوا جس کے صدر مسٹر گاندھی تھے۔ اس میں زور دیا گیا کہ غیر ملکی کپڑا سمرنا بھیجدیا جائے۔ برطانیہ کی غیر جانبداری پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ مسٹر گاندھی کو مظلومین کی امداد کے لئے پانچ ہزار کا چک دیا گیا

کانپور کے ایک کارخانہ میں فساد:۔ کانپور ۵ اگست وکٹوریا ملز میں مزدوروں نے یورپین عملہ کے چند آدمیوں کو زد و کوب کیا۔ پولیس نے آکر مزدوروں کو باہر نکالدیا

فسادات کراچی اور مسٹر گاندھی:۔ کراچی کے فسادات کے متعلق مسٹر گاندھی لکھتے ہیں سوامی کرشنا نند کے قید ہونے پر لوگوں نے بے گناہ انگریزوں پر خشت اندازی کر کے اپنے ہی مقدس مقصد کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے سوامی جی کی کچھ عزت افزائی نہیں ہوئی۔ اگر سوامی جی سچے تھے۔ تو لوگوں کو ضبط سے کام لینا چاہئے تھا۔ جھوٹا مقدمہ بنانے پر لوگوں کا اشتعال میں آجانا نہایت نامناسب تھا۔ ایسی حالت میں سول نافرمانی کی اجازت دینا ناممکن ہے۔

حامیان ترک تعاون کے ہاتھوں امریکنوں کی تذلیل پاؤنیر کا بیان ہے کہ جو لوگ گاندھی کیپ نہیں استعمال کرتے ان کی ذلتیں کیجاتی ہیں۔ اور اکثر حالتوں میں توان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ حال میں دو امریکنوں کے ساتھ نہایت بری طرح پیش آیا گیا اور انگریز سمجھکر ان کی بہت تذلیل کی گئی۔

مقدمہ ننکانہ صاحب:۔ ننکانہ صاحب کے مقدمہ کے ملزموں کا بیان ختم ہو گیا۔ مہنت نرائن داس نے اپنے ڈیفنس میں بیان کیا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو سخت ہدایت کر دی تھی کہ بغیر شدید ضرورت کے لڑائی نہ کیجائے اس نے اپنے آدمیوں کو اکالیوں کا پیچھا کرنے کی بابت کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ سکھوں کے جسموں کے جلانے کی بابت کوئی ہدایت کی تھی۔

غیر ممالک کی خبریں

یونان کے متعلق انگریزی غیر جانبداری لنڈن ۴ اگست رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ ایتھنز کی یہ خبریں کہ برطانی حکومت نے ترکی یونانی جھگڑے میں اپنی کامل جنبہ داری کی پالیسی کو چھوڑ دیا ہے۔ بے بنیاد ہے۔ برطانی حکومت کا ذرہ بھی ارادہ نہیں کہ اتحادیوں سے کوئی علیحدہ کارروائی کرے یا کسی فریق کی مدد کرے

قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی اور یونانی حکومت کو فہمائش یہ بیان کہ برطانیہ عظمیٰ قسطنطنیہ پر یونانی پیش قدمی کو گوارا کرے گی۔ بیہودہ بات ہے۔ کیونکہ یونانی حکومت کو فہمائش کر دی گئی ہے کہ پیش قدمی کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ بہرکیف یہ یقین کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ کسی ایسی پیش قدمی کا خیال ہو کہ جس سے یونان اتحادیوں کی فوج قابض [illegible]

پیروان کمال کی نازک حالت:۔ میدان جنگ کی خبریں مظہر ہیں کہ ترکی فوج کی حالت رنجیدہ ہے اور اغلب ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کو قائم رکھ سکے

انگورا اور یونان میں مزید پیچیدگیاں علاقہ صمصون سے انگورا حکومت کے یونانیوں کو جلاوطن کر دینے نے ایک دوسری پیچیدگی پیدا کر دی ہے علاوہ ازیں انگورا حکومت نے پیرس کی بھیجی ہے کی گفت و شنید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے لندن کے متعلق کر چکی ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر یونان اور ٹرکی مداخلت منظور کرنے پر آمادہ ہوئے۔ تو برطانیہ کم از کم اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔

حکومت انگورا اور برطانی قیدی:۔ لنڈن ۴ اگست انگورا حکومت کے ہاتھ میں اس وقت جو ۲۷ برطانی فوجی اور سویلین قیدی ہیں۔ ان کے رہائی کے متعلق تاحال کچھ نہیں کیا گیا۔ ان کی جائے قیام بھی معلوم نہیں۔ مگر جو خبریں لنڈن پہنچی ہیں وہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان سے بدترین سلوک کیا جا رہا ہے۔

فیلڈ مارشل ولسن ڈوبتے ڈوبتے بچے:- لنڈن ۱۳ اگست فیلڈ مارشل ولسن کشتی سے سمندر میں گر گئے۔ لیکن چونکہ اچھے تیراک تھے اس لئے مدد پہنچنے تک تیرتے رہے اور بچائے گئے۔

لسٹینگا (مراکش) پر ہسپانیہ کا قبضہ میڈرڈ ۹ اگست ہسپانوی افواج نے لسٹینگا پر قبضہ کر لیا۔ دشمن بھگا دیا اور آگے حملہ کر دیا۔ مگر نقصان جان بہت برداشت کرنا پڑا۔

قیصر جرمنی کی دھمکی:- لنڈن ۷ اگست عارضی صلح کے بعد پرشیا سے دو کروڑ نوے لاکھ مارک قیصر کے اخراجات کے لئے بھیجے گئے۔ اس کے عوض میں قیصر کی جائداد رہن رکھی گئی۔ قیصر نے اگست ۱۹۱۹ء میں تحریر کیا کہ اب وہ مسٹر بنٹنک کی مہمان نوازی سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھائینگے اور مجبور ہو کر وہ جرمنی واپس ہی جائینگے۔ اس دھمکی نے جادو کا اثر دکھایا اور مطلوبہ رقم قیصر کو روانہ کی گئی۔

سلطان ترکی "خلافت" چھوڑنے کو تیار ہے قسطنطنیہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت انگورہ نے سلطان المعظم سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ تخت خلافت سے علیحدہ ہو جائیں۔ سلطان نے جواب دیا کہ شاہزادہ عبد المجید کے سوائے جو ترک احرار سے تعلق رکھتے ہیں وہ کسی اور شہزادے کے حق میں علیحدگی پر تیار ہیں۔ "پیسہ ۹ اگست"

روسی فوج ترکی علاقہ میں:- لنڈن یکم اگست سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ترکی اور روس میں اتحاد ہو گیا ہے۔ اور روسی فوج ترکی علاقہ میں داخل ہو گئی ہے۔

روس میں ہولناک قحط:- لنڈن ۱۴ اگست روس میں حالت زیادہ خوفناک ہو رہی ہے۔ جو علاقے قحط زدہ چھوڑ گئے ہیں ان میں آگ لگ رہی ہے۔ اندازہ ہے کہ ایک کروڑ فاقہ کش دریا ماسکو کیطرف جا رہے ہیں۔ لیکن قصبہ کے گرد اگرد فوج متعین ہے جو ان کو داخلے سے روکے گی۔

حکومت ایران کے خلاف بغاوت طہران ۱۳ اگست (پائونیر کا خاص تار) صوبہ خراسان نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ حکومت کیطرف سے صمصام السلطنت (ایک بختیاری افسر) گورنر جنرل ہو کر بھیجے جانے پر صوبہ مذکور نے انکو قبول نہ کیا۔

حرم محترم میں چوری:- عربی اخبارات کا بیان ہے کہ حمزہ غوث نامی ایک شخص نے جو خاندان بنی ہاشم میں سے اور مدینہ کا رہنے والا ہے حجرہ نبوی صلعم میں سے کچھ قیمتی چیزیں چرائیں اور مصر بھاگ گیا۔ مصر و بیروت کے اخبارات نے اس خبر کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے اخبار القبلہ نے اس کے متعلق شاہ حجاز کا ایک اعلان شایع کیا ہے جس میں اس شخص کی گرفتاری کا حکم ہے۔ "ہمدم ۹ اگست"

سلطنت برطانیہ میں بے تار سلسلہ پیام رسانی لنڈن ۴ اگست برطانیہ کے وزیر اعظم کی کانفرنس نے اس امر کے حق میں رائے ظاہر کی ہے۔ کہ سلطنت میں بے تار پیام رسانی کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے۔

برطانیہ کے نئے جنگی جہاز:- لنڈن ۱۳ اگست پارلیمنٹ نے چار جنگی جہاز بنانے کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم منظور کر دی ہے۔ مسٹر چرچل نے کہا کہ اگر یہ چار جہاز اب تعمیر ہونے شروع نہ ہوئے تو سمندر میں برطانیہ کمزور ہو جائے گا اور ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

انگورا پر بم:- ایتھنز ۵ اگست یونانی ہوائی جہازوں نے انگورا پر بم گرائے ہیں۔

یونانی افواج کا محاذ:- بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سپاہ اس وقت ادا بازار عسکی شہر افیوں اور کاوا حصار کے درمیان تین سو کیلومیٹر کے محاذ پر قابض ہیں۔

تاوان کی تقسیم:- لنڈن ۵ اگست مجلس شاہی نے اس بات پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ملک پر حسب ذیل تناسب سے تاوان کا روپیہ تقسیم کر دینا چاہیئے۔
برطانیہ عظمیٰ ۸۶٫۸۵ فیصدی۔ چھوٹی نو آبادیاں ۸۰ء فیصدی۔ کینیڈا اور آسٹریلیا ۴٫۳۵ فیصدی نیوزی لینڈ ۱٫۷۵ فیصدی۔ انڈیا ۱٫۲۰ فیصدی

ہندوستانیوں کی حالت:- امپریل کانفرنس میں سلطنت کے برطانی ہندیوں کی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد منظور کر لی گئی۔ کانفرنس اس امر کی دوبارہ تصدیق کرتی ہے کہ برطانی سلطنت کی ہر جماعت کو اپنی آبادی پر پورا اختیار رہیگا۔ اور کسی دیگر جماعت کو اپنے علاقے میں آنے نہیں دیگی۔ لیکن اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ سلطنت کا متساوی الحقوق ممبر ہونے کے طور پر ہندوستان کی حالت میں غیر مطابقت ہے اس لئے کانفرنس کی رائے ہے کہ سلطنت کے مفاد کے لئے ضروری ہے کہ ہندوستانیوں کے شہری حقوق تسلیم کر لئے جائیں۔ جنوبی افریقہ کے نمایندوں کو افسوس ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور نہیں کر سکتے۔ ہندوستانی نمایندے اس قرارداد کی منظوری کی توصیف کرتے ہیں۔

ترکی بندرگاہوں پر گولہ باری:- لنڈن ۸ اگست رائٹر کا بیان ہے کہ علاقہ شام میں ترکوں نے غیر ممالک کے باشندوں پر حملہ کیا تھا جس کے جواب میں یونانی جنگی جہازوں نے طرابزون سیمسون و دیگر بندرگاہوں پر گولہ باری کی۔ نقصانات کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکا

افغانستان ترکوں کی حمایت کریگا:- قسطنطنیہ ۱۳ اگست ایک دعوت کے موقع پر افغانی سفیر مقیم انگورا نے دوران تقریر میں کہا کہ اگر سلطنت برطانیہ نے ترکان احرار کے خلاف اعلان جنگ کیا تو افغانستان بھی انگریزوں کے خلاف کارروائی کرنے سے باز نہیں رہیگا اور اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ انگریز یونانیوں کو خفیہ مدد دے رہے ہیں تو اس صورت میں افغانستان سرحدی قبائل کو انگریزوں کے خلاف خفیہ طور پر اکسانے سے دریغ نہیں کریگا۔

فرانسیسی علاقہ میں بغاوت:- پیرس ۷ اگست مراکش کی خبر ہے کہ فرانسیسی علاقہ میں بھی بغاوت کی تحریک پھیل چلی ہے۔ فرانسیسی افواج پر متعدد حملے کئے گئے مگر باغی ناکام رہے بغاوت کی روک تھام کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

فیلڈ مارشل ولسن ڈوبتے ڈوبتے بچے:- لنڈن ۱۳ راگست فیلڈ مارشل ولسن کشتی سے سمندر میں گر گئے۔ لیکن چونکہ اچھے تیراک تھے اس لئے مدد پہنچنے تک تیرتے رہے اور بچائے گئے۔

سٹینگا (مراکش) پر ہسپانیہ کا قبضہ میڈرڈ ۱۰ راگست ہسپانوی افواج نے سٹینگا پر قبضہ کر لیا۔ دشمن بھگا دیا اور آگے حملہ کردیا مگر نقصان جان بہت برداشت کرنا پڑا۔

قیصر جرمنی کی دھمکی:- لنڈن ۷ راگست عارضی صلح کے بعد پرشیا سے دو کروڑ نوے لاکھ مارک قیصر کے اخراجات کے لئے بھیجے گئے۔ اس کے عوض میں قیصر کی جائداد رہن رکھ لی گئی۔ قیصر نے اگست سنہ ۱۹۱۹ء میں تحریر کیا کہ اب وہ مسٹر بنٹنگ کی مہمان نوازی کو ناجائز فائدہ نہیں اٹھائینگے اور مجبور ہو کر وہ جرمنی واپس ہی جائینگے۔ اس دھمکی نے جادو کا اثر دکھایا اور مطلوبہ رقم قیصر کو روانہ کی گئی۔

سلطان ترکی "خلافت" چھوڑنے کو تیار ہے قسطنطنیہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت انگورا نے سلطان المعظم سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ تخت خلافت سے علیحدہ ہو جائیں۔ سلطان نے جواب دیا کہ شاہزادہ عبدالمجید کے سوائے جو ترک احرار سے تعلق رکھتے ہیں وہ کسی اور شہزادے کے حق میں علیحدگی پر تیار ہیں۔ "پیسہ ۹ راگست"

روسی فوج ترکی علاقہ میں:- لنڈن یکم اگست سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ترکی اور روس میں اتحاد ہو گیا ہے۔ اور روسی فوج ترکی علاقہ میں داخل ہو رہی ہے۔

روس میں ہولناک قحط:- لنڈن ۴ راگست روس میں حالت زیادہ خوفناک ہو رہی ہے۔ جو علاقے قحط زدہ چھوڑ گئے ہیں ان میں آگ لگ رہی ہے۔ اندازہ ہے کہ ایک کروڑ فاقہ کش لوگ ماسکو کیطرف جا رہے ہیں۔ لیکن قصبہ کے گرداگرد فوج متعین ہے جو ان کے داخلے کو روکے گی۔

حکومت ایران کے خلاف بغاوت طہران ۳ راگست (پایونیر کا خاص تار) صوبہ خراسان نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ حکومت کیطرف سے صمصام السلطنۃ کے (ایک بختیاری افسر) گورنر جنرل ہو کر بھیجے جانے پر صوبہ مذکور نے انکو قبول نہ کیا۔

حرم محترم میں چوری:- عربی اخبارات کا بیان ہے کہ حمزہ غوث نامی ایک شخص نے جو خاندان بنی ہاشم میں سے اور مدینہ کا رہنے والا ہے حجرہ نبوی صلعم میں سے کچھ قیمتی چیزیں چرائیں اور مصر بھاگ گیا۔ مصر و بیروت کے اخبارات نے اس خبر کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے اخبار القبلہ نے اس کے متعلق شاہ حجاز کا ایک اعلان شایع کیا ہے جس میں اس شخص کی گرفتاری کا حکم ہے۔ "ہمدم ۹ راگست"

سلطنت برطانیہ میں بے تار سلسلہ پیام رسانی لنڈن - ۴ - اگست برطانیہ کے وزیر اعظم کی کانفرنس نے اس امر کے حق میں رائے ظاہر کی ہے۔ کہ سلطنت میں بے تار پیام رسانی کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے۔

برطانیہ کے نئے جنگی جہاز:- لنڈن ۳ راگست پارلیمنٹ نے چار جنگی جہاز بنانے کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم منظور کر دی ہے۔ مسٹر چرچل نے کہا کہ اگر یہ چار جہاز اب تعمیر ہونے شروع نہ ہوئے تو سمندر میں برطانیہ کمزور ہو جائے گا اور ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

انگورا پر بم:- ایتھنز ۵ راگست یونانی ہوائی جہازوں نے انگورا پر بم گرائے ہیں۔

یونانی افواج کا محاذ:- بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سپاہ اس وقت ادا بازار، عسکی شہر افیون اور کار احصار کے درمیان تین سو کیلو میٹر کے محاذ پر قابض ہیں۔

تاوان کی تقسیم:- لنڈن ۵ راگست مجلس شاہی نے اس بات پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ملک پر حسب ذیل تناسب سے تاوان کا روپیہ تقسیم کر دینا چاہیئے۔

برطانیہ عظمیٰ - ۸۶،۸۵ فیصدی - چھوٹی نو آبادیاں ۰۸، فیصدی - کینیڈا اور آسٹریلیا ۴،۳۵ فیصدی نیوزی لینڈ ۸۷، فیصدی - انڈیا ۴۰،۱ فیصدی

ہندوستانیوں کی حالت:- امپیریل کانفرنس میں سلطنت کے برطانی ہندیوں کی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد منظور کر لی گئی۔ کانفرنس اس امر کی دوبارہ تصدیق کرتی ہے کہ برطانی سلطنت کی ہر جماعت کو اپنی آبادی پر پورا اختیار ہوگا۔ اور کسی دیگر جماعت کو اپنے علاقے میں آنے نہیں دیگی۔ لیکن اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ سلطنت کا متساوی الحقوق ممبر ہونے کے طور پر ہندوستان کی حالت میں غیر مطابقت ہے اس لئے کانفرنس کی رائے ہے کہ سلطنت کے مفاد کے لئے ضروری ہے کہ ہندوستانیوں کے شہری حقوق تسلیم کر لئے جائیں۔ جنوبی افریقہ کے نمائندوں کو افسوس ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور نہیں کر سکتے۔ ہندوستانی نمائندے اس قرارداد کی منظوری کی تعریف کرتے ہیں۔

ترکی بندرگاہوں پر گولہ باری:- لنڈن ۸ راگست رایوٹر کا بیان ہے کہ علاقہ شام میں ترکوں نے غیر ممالک کے باشندوں پر حملہ کیا تھا۔ جس کے جواب میں یونانی جنگی جہازوں نے طرابزون، سمسون و دیگر بندرگاہوں پر گولہ باری کی۔ نقصانات کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکا

افغانستان ترکوں کی حمایت کریگا:- قسطنطنیہ - ۴ راگست ایک دعوۃ کے موقع پر افغانی سفیر مقیم انگورا نے دوران تقریر میں کہا کہ اگر سلطنت برطانیہ نے ترکان احرار کے خلاف اعلان جنگ کیا تو افغانستان بھی انگریزوں کے خلاف کارروائی کرنیسے باز نہیں رہیگا اور اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ انگریز یونانیوں کو خفیہ مدد دے رہے ہیں تو اس صورت میں افغانستان سرحدی قبائل کو انگریزوں کے خلاف خفیہ طور پر اکسانے سے دریغ نہیں کریگا۔

فرانسیسی علاقہ میں بغاوت:- پیرس ۷ - اگست مراکش کی خبر ہے کہ فرانسیسی علاقہ میں بھی بغاوت کی تحریک پھیل چلی ہے۔ فرانسیسی افواج پر متعدد حملے کئے گئے مگر باغی ناکام رہے بغاوت کی روک تھام کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)